سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

# الحکم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے [illegible]
خواص سے [illegible]
ہندوستان سے باہر [illegible]
غرباء طلبہ اور غیر مستطیع احباب سے [illegible]

چیف ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

ایڈیٹرز { محمد مبارک اسماعیل بی۔اے۔ / محمود ابن تراب

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد (۱۸) | مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء مطابق ۷ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ ہجری نبوی | نمبر (۶)




## ڈرو مت مومنو!

یہ اس پاک وحی کے الفاظ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قوم کی تسلی دینے کیلئے نازل ہوئے تھے۔

**خوف** اور ڈر کا آنا ضروری ہے اور خدا کے قائم کردہ سلسلوں پر ابتلا آنے لازمی ہیں۔ مگر جو عجیب اور خوش کن امر ان سلسلوں میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے **تسلی آمیز** بیانات ساتھ ہوتے ہیں اور وہ ابتلا اور مصیبت کی گھڑیوں میں بھی انسانوں کو خوش رکھتے اور قدم آگے بڑھانے کی تحریک کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایک زلزلہ آیا کہ وہ پیارا وجود ہماری آنکھوں کے سامنے سے جدا ہوگیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری دستگیری کی۔ اور قوم کو ابتلا سے بچا لیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قوم کو حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ لیکن خلافت اولیٰ کے بعد قوم کو ایک فتنہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ چند ایسے آدمیوں نے جو اپنی وجاہت کے لحاظ سے یا کسی دوسرے پہلو سے قوم میں ممتاز تھے۔ قوم کو غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی اور انہیں بتایا کہ اب کسی ایسے وجود کی ضرورت نہیں جو قوم کو ایک جگہ پر جمع رکھے؟

خدا کا شکر ہے کہ قوم کا جزو اعظم اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوا اور جن لوگوں کو اس سوء نے حیرانی میں ڈالا ہے۔ ان میں سے بھی سعادتمند روحیں نکل رہی ہیں۔ لیکن قریب ہے کہ بعض کو ابتلا آوے اور وہ محنت ہوں۔ اس لئے پیارو! غمگین ہونے کا مقام نہیں اور گھبرانے کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی وقت کیلئے فرمایا تھا کہ

### ڈرو مت مومنو!

خدا تعالیٰ نے چاہتا ہے کہ ایک گروہ کو اپنے لئے مختص کرے پس مبارک ہے ان لوگوں کو جو اس گروہ میں شامل ہوں۔

تم نے چھ سال تک متواتر اپنے امام سے سنا کہ خلیفہ اللہ بنایا کرتا ہے۔ اور اب تم نے دیکھ لیا کہ خدا کس طرح پر خلیفہ بنایا کرتا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت طیار کی تھی وہ اسے ایک الگ جماعت قرار دیتے رہے ہیں۔ تم اس سے ناواقف نہیں دنیا کی بہتری اور بھلائی کے خیال سے ہم ہر ایک انسان کے ہوا خواہ اور نفع رساں ہو سکتے ہیں اور ہمیں ہونا چاہیئے مگر اس کے بیان میں ہمیں کبھی تامل نہ ہوگا کہ **احمدی قوم ایک الگ قوم** اور جدا جماعت ہے؟

حضرت مسیح موعود نے معاشرتی اور تمدنی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تعلیم دی کہ **تم اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو نہ دو**۔ اور مذہبی رنگ میں نماز جو اتحاد اور یگانگت پیدا کرتی ہے اس میں حکم دیا کہ:۔

”یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو × × × × × × × × × × پس تم ایسا ہی کیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ بھی خبر نہ ہو۔ × × × × × × × × × × جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤگے۔ **پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے**“

اور پھر ایک طریق ملکی حقوق کی حفاظت کے رنگ میں اتحاد کا ہو سکتا تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے [illegible] اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے الگ کیا۔ اور بلا [illegible] **لکم دینکم ولی دین** کہا بعض نادان مسلمانوں نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت مرزا صاحب دوسرے مسلمانوں کو باغی کہتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے
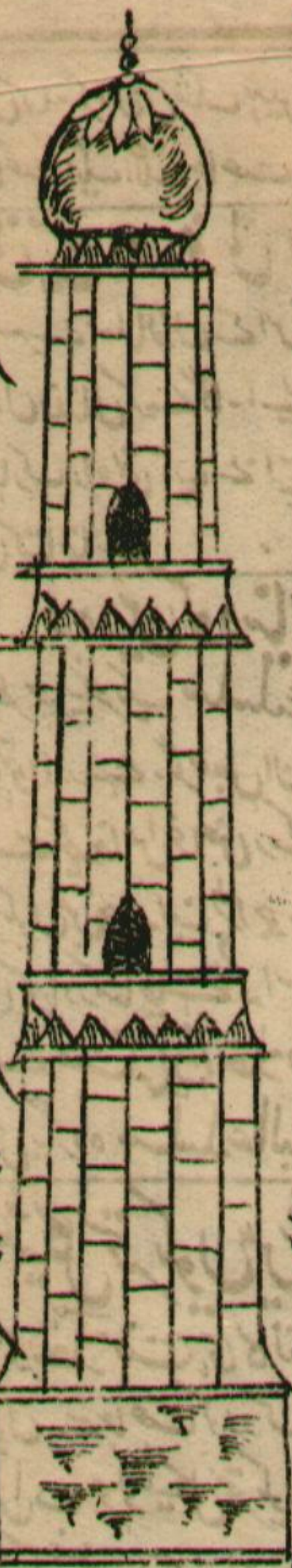
خلاف آواز اٹھائیگا - تو بلا لحاظ زید و بکر میں اسکی ایسی رائے کی سخافت ظاہر کرنے پر آمادہ رہونگا - و باللہ التوفیق -

اس وقت میں احمدی قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ پیغام کے اس طریق تحقیر کے خلاف آواز اٹھائے جو اس نے مجموعی طور پر قوم کی کرنی شروع کی ہے اور وہ ان خطوط پر اکتفا نہ کریں جو اظہار نفرت کے بھیج رہتے ہیں - بلکہ ایسے خطوط وہ براہ راست پیغام کو بھیجیں اور ان کی نقول سلسلہ کے دوسرے اخبارات میں شایع کریں -

## ڈاکٹر بشارت احمد حق بزبان حالی اور جماعت پر تیر اندازی

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جناب مولوی محمد علی صاحب کے حسن میں اور پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے جگر گوشہ رسول پر تیر پھینکا - اور انہیں تو پ کہا اور پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قوم کی تحقیر ولو ہین کرنیمیں کمال کیا - اور پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قادیان سے نکلتے ہی شایع کیا کہ نصف سے زیادہ لوگوں نے بیعت نہیں کی - اب جبکہ کھلے کھلے طور پر اس واقعہ کا ان سے مطالبہ کیا گیا تو حیران ہوکر اس **غلط فہمی** کا ازالہ کرتے ہیں - اور فرماتے ہیں "شاید میں اس فقرہ میں اپنا مطلب پوری طرح ادا کرنیسے قاصر رہا - میرا مطلب یہ نہ تھا کہ جماعت میں سے بہت لوگوں نے بیعت نہ کی بلکہ مطلب یہ تھا کہ **سمجھدار لوگوں میں سے زیادہ حصہ نے بیعت نہیں کی** - کیونکہ اس وقت اکثر حصہ بیعت کنندگان میں سے انصار اللہ کا تھا" عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کو کہتے ہیں ؟ کیا یہی وہ تقوی ہے جسکا وعظ کرنے کے لیئے ڈاکٹر صاحب راولپنڈی سے باہر نکلتے ہیں -

کسقدر شرم کی بات ہے کہ **غلط بیانی** اپنی ہے - اور اس کو غلط فہمی کہکر لوگوں کی عقل و دانش اور فہم و فراست پر حملہ کر رہے ہیں - کیا ڈاکٹر صاحب کوئی حبشی زبان بول رہے تھے - جس کو کوئی سمجھ نہ سکتا تھا - اور یا جماعت کا طبقہ کثیر نعوذ باللہ ایسا بے وقوف ہے کہ وہ سیدھے سادے الفاظ کے معنے نہیں سمجھ سکتا - ڈاکٹر صاحب نے یہ فقرے لکھے تھے - :-

**"اور حاضر الوقت جماعت میں سے نصف کے قریب لوگوں نے بیعت نہ کی اور افسوس کرتے ہوئے مسجد سے چلے آئے"**

ناظرین کیا یہ فقرہ بلا تاویل اپنے معنوں کو کھولتا نہیں ؟ ایک بچہ بھی اس کے معنے سمجھتا ہے اگر اس سے مخاطب کو مغالطہ لگ سکتا ہے تو ڈاکٹر صاحب اور نہیں جناب مولوی محمد علی صاحب ہی کی تصدیق کرادیں ، اور اگر وہ نہ کرا سکیں تو بجائے اس کے کہ ساری جماعت کے علم و دانش کی تحقیر کریں اور انہیں بیوقوف بنائیں کیوں اپنی غلطی کا اقرار اور اس خلاف بیانی سے توبہ نہیں کر لیتے لیکن وہ یاد رکھیں کہ جو تاویل انہوں نے اب کی ہے وہ بھی ایسا زہر ہے کہ ان کے حلق سے نیچے چلا جاوے - اب آپ فرماتے ہیں کہ "سمجھدار لوگوں میں سے زیادہ حصہ نے بیعت نہیں کی"!

میں احمدی قوم کو اس مقام پر متوجہ کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک بیعت کرنیوالا گروہ سمجھدار نہیں چنانچہ آگے چلکر انہوں نے تشریح بھی کر دی ہے کہ بہت سا حصہ دیہات کے جٹ زمیندار وں کا تھا جو خلافت کے متعلق مشکلات کا علم نہ رکھتے تھے اور نہ اس معاملہ میں **رائے زنی کرنے کے اہل تھے**" میں حیران ہوں اور ہر ایک احمدی حیران ہوگا کہ قومی تحقیر کا یہ حق ڈاکٹر صاحب کو کس نے دیا کہ وہ سب کو بے وقوف قرار دیتے ہیں - اور اپنے چند دوستوں کو صرف سمجھدار اور اہل الرائے ؟ بار بار انہوں نے اس حقارت آمیز طریق تحریر کو استعمال کیا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ لوگ کہ فی الواقعہ (نعوذ باللہ) ایسے جاہل ہیں کہ میرے ایسے فقرہ کے معنے بھی نہیں سمجھتے - جو بعد میں ڈاکٹر صاحب خود بیان کریں -

میں اس قومی تحقیر کے سوال کو قوم کے سپرد کرتا ہوں مگر ڈاکٹر صاحب سے اب پوچھتا ہوں کہ وہ اگر **حاضر الوقت جماعت کے** نصف کے معنے آپ کی ڈکشنری اور اصطلاح میں وہی ہیں جو آپنے کئے ہیں - تو میں اب پوچھتا ہوں کہ اس **سمجھدار حصہ کی فہرست دیجئے جو اسوقت موجود تھا اور جنہوں نے بیعت نہیں کی** - میں ناظرین کو آمادہ کروں گا کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے اس کا بار بار مطالبہ کریں - **اور اس فہرست کی اشاعت کے لیئے** ان کو مجبور کریں - اس سے حقیقت کھل جائیگی اور غلط فہمی نہیں غلط بیانی دور ہو جائیگی - میں یقیناً جانتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اس فہرست کو پیش کرنیسے عاری ہیں کیونکہ اس میں انکی اخلاقی موت ہے - اور وہ ایسی فہرست پیش نہیں کرینگے - اور اگر پیش کریں تو یہی حقیقت کھلجائیگی - کہ جماعت کے کس قدر افراد ان کے نزدیک بے وقوف اظہار رائے کے نااہل ہیں تعجب اور بڑا تعجب کہ وہی قوم جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرے - تو دانشمند جب حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جمع ہو تو صلحاء اور متقین کی جماعت اور جب حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو تو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے فتوی کے رو سے بھیڑ چال کے سوا کچھ نہیں جانتی - کیا اس قدر صراحت کے بعد ڈاکٹر صاحب آئندہ اپنی زبان کو روکنے کیلئے تقوی سے کام لیں گے ؟ واقعات بتائیں گے

## پیغام میں ایک گمنام احمدی

پیغام پر ایک زمانہ میں خواجہ کمال الدین صاحب کا اسم گرامی ایڈیٹر کی حیثیت سے شتہر کیا گیا پھر منشی احمد حسین صاحب فرید آبادی کے چلے جانے کے بعد منشی دوست محمد صاحب کا نام چند روز مشتہر ہوا اب بظاہر کسی کو معلوم نہیں کہ کون ایڈیٹر ہے - یورپ کے بھی بڑے بڑے اخبارات کے ایڈیٹروں کا بعض اوقات پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے - اسلیئے جس اخبار کے ایڈیٹر کا پتہ چلانا مشکل ہو - اس میں اگر کوئی گمنام نامہ نگار احمدی کی آڑ میں کچھ لکھے تو تعجب نہیں کرنا چاہیئے مگر یہ طریق درست نہیں - قومی اور مذہبی امور پر جب سنجیدگی سے رائے دینے کیلئے پبلک میں آتے ہو تو بلا خوف لومۃ لائم اپنے نام کو ظاہر کردیتا کہ پبلک پر قوی اثر پڑے - بہر حال حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی سے یہ گمنام احمدی التماس کرتے ہیں :- کہ

"مولوی نور الدین رض نے خلافت قایم کرنے کیلئے نہ تو کوئی ایسی پارٹی قایم کی تھی جیسے کہ انصار اللہ کی پارٹی اپنے افعال سے ثابت ہوئی ہے"

میں چاہتا ہوں کہ سوال کا جواب پیغام خود ہی دیدے یا شیخ تیمور صاحب سے دریافت کر لیا جاوے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے کوئی جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قایم کی تھی یا نہیں ؟ رہی افعال کی بحث پیچھے بتائیں گے جب یہ طے ہو لیگا کہ کوئی جماعت تھی یا نہیں ، ؟ اور کیا اس میں سب لوگ داخل تھے یا خواص ؟

پھر یہ گمنام صاحب لکھتے ہیں جناب کی نسبت یہ خبر موصول ہوئی کہ آپ اپنے والد صاحب قبلہ کی الوصیت کی پرواہ نہیں کرتے - اور نہ ان حکموں کیطرف توجہ کرتے ہیں"

اس کا مختصر جواب تو وہی ہے جو قرآن مجید میں ہے - اس معتبر مخبر کا نام شایع کرو اور اس کے الفاظ پبلک میں لاؤ - پھر حقیقت اور ہی کھل جائیگی اور اگر یہ سب کچھ خود ساختہ باتیں ہیں تو خدا سے ڈرو - اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو زیر نظر رکھو جس میں فرمایا - کفے بالمرء کذبا

پھر گمنام صاحب فرماتے ہیں - ایک عرض یہ ہے کہ جس حالت میں آپ مولوی نور الدین صاحب کے الفاظ کی نقل کرکے اپنی خلافت کو خدا کی طرف بغیر کسی ایسے ثبوت کے جیسا وحی والہام سے ثبوت دیکر پیش کرتے ہیں تو مولوی صاحب کے طرز عمل کے سراسر خلاف ہے"

نامہ نگار کی عقل تو ماری گئی یا نہیں مگر یہ مطالبہ نہایت ہی بیہودہ ہے - گمنام احمدی مولوی صاحب کے اس طرز عمل کا ثبوت پیش کریں - جس میں انہوں نے اپنے الہام و وحی سے یہ دعوی کیا تھا کہ **خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے** - کیونکہ ساری عمر انہوں نے قوم کے سامنے پیش کیا ہے - جب تک اس طرز عمل کو پیش نہ کرو - اس کے خلاف کہنا کم از کم انسانیت کے خلاف ہے اور جس رنگ میں وہ خلافت خدا ہی کی عطا کردہ مانتے تھے - اسی منہاج پر اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ ہے اور واقعات ہی اس کے گواہ ہیں فتدبر ولا تکن من الغافلین

## پیغام اور مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ پر اظہار نفرت

اس سلسلہ میں اسقدر خطوط آرہے ہیں کہ ان کا چھاپنا قریباً مشکل ہو رہا ہے مراسلات کا سلسلہ بجائے خود بڑھ گیا ہے - باوجودیکہ الفضل ہفتہ میں تین مرتبہ کر دیا گیا ہے - اور الحکم بھی معمولی حجم سے بڑھ کر شایع ہو رہا ہے - پھر بھی اتنی گنجایش نکل سکتی کہ اس قسم کے تمام خطوط اور مضامین کو شایع کیا جا سکے -

مختلف انجمنوں میں باضابطہ اظہار نفرت کے ریزولیوشن پاس ہونے شروع ہوگئے ہیں - یہ طریق قومی ہستی اور قومی بیداری کا ہے - اور اس سے ہمارے ان دوستوں کو جو خلافت کے منکر ہیں اس بات کا اندازہ ہو سکے گا کہ زندہ قوم کے علامات کیا ہوتے ہیں - میں ایک لحظہ کیلئے بھی قوم کی اس تحقیر اور توہین

کو پسند نہیں کرتا جو پیغام کے ذریعہ لکھا جا رہی ہے۔ اور اس کا آسان علاج یہ ہے کہ ہم اپنی قوت کے ساتھ عملی نفرت کا اظہار کریں بہر حال میں ان خطوط کو مختصراً درج کرتا ہوں جو اس مقصد کیلئے آتے ہیں۔

(۱) منشی محمد افضل صاحب اس چٹھی کی نقل بھیجتے ہیں جو انہوں نے پیغام کو لکھی ہے (ا م)

## نقل چٹھی

ڈیرہ غازیخان ملک سے ۳۱۔ مارچ ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح خدا تعالےٰ آپ کو ہدایت دیکو آمین

اسلام علیکم۔ آجکل پیغام صلح کا رویہ بجائے صلح کے جنگ ہی جس میں حضرت اقدس حضور امیر المومنین فضل عمرؓ کے برخلاف ایسے نالائق الفاظ کھلے طور استعمال ہوتے ہیں جو عتاب الٰہی کے شایاں ہیں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ **مبادا پیغام کے پڑھنے والے بھی اس عتاب کے موزد نہ ہو جاویں۔ میں پیغام کو اس وقت تک بند کرتا ہوں جب تک وہ اپنے خطرناک اور تفرقہ انداز رویہ کو نہ بدلے اور حضور خلیفۃ المہدی سے معافی نہ مانگے۔** یہ چند سطور اگر پیغام میں شائع کر دیجائیں تو مشکور ہونگا۔ فقط (محمد افضل)

## (۲) گڑھ شنکر سے ایک آواز۔

بسم الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

بخدمت مکرم جناب شیخ صاحب ایڈیٹر الحکم:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ذیل کی چند سطور کو ازراہ کرم الحکم کے گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرمادیں۔

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات پر جو ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب نے شائع کیا ہے اور اس کے بعد جو سلسلہ مضامین کا مولوی صاحب موصوف نے اخبار پیغام صلح میں بلکہ اسے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم ومغفور کے ارشاد کے مطابق پیغام جنگ کہنا چاہیئے نے شروع کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون پتھر دل احمدی ہے جس نے اس سے اظہار نفرت بڑے زور سے نہ کیا ہو۔ صاحب ٹریکٹ قوم میں تفرقہ کے دور کرنے کی بابت تو لکھ رہے ہیں۔ مگر باوجود ایم۔ اے ہونے کے نہیں خیال فرماتے کہ خود ہی تو تفرقہ کا باعث بنتے ہیں۔ اور قوم کو ایک وحدت سے الگ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس پر یہ فرماتے ہیں کہ کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ کیا بقول ان کے اگر ہر گاؤں میں خلیفہ جدا جدا ہوں تو اس سے کیونکر وحدت رہتی ہے۔ دنیا کے کارخانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک محکمہ کا ایک ہی افسر ہوتا ہے۔ فوج کا اعلےٰ افسر ایک ہی ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند۔ پس جب دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں رہ سکتے تو روحانی سلسلہ کے دو بادشاہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ احادیث سے تو ثابت ہے کہ ایک ہی خلیفہ ہو سکتا ہے نہ کہ ایک ہی وقت میں مختلف؟

مولوی محمد علی صاحب نے جبکہ ٹریکٹ میں یہ لکھا ہے کہ خلیفہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تو انہوں نے اب تین خلیفہ کیوں مقرر کر لئے۔ ان کی عملی تجویز سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ ایسا ہو جو ممبران انجمن کے ماتحت چلے۔ ہم کو ایسے خلیفہ کی جسے انسانی ہاتھوں نے بنایا ہو ہرگز ضرورت نہیں۔ ہم کو ایسے خلیفہ اور امام کی ضرورت ہے جس کے قبضہ میں ہماری جان ومال سب کچھ ہو۔ جس کے حکم ہونے پر ہم اپنے اولادوں کو بھی قربان کر دیں۔ پس اب ہمیں ایسے خلیفہ کی ضرورت ہے جو ہمارا کیا ساری احمدی قوم کا ایسا ہی مطاع ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام اور خلیفہ اول رضؓ تھے۔ سو الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے مطابق اپنے ہاتھ سے فضل عمرؓ جیسا الہامی خلیفہ عطا فرمایا۔ اور اسی فتنہ وفساد کو جو سال کی طیار کی ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی جماعت کو آنے والا تھا۔ اس نے محض اپنی ذرہ نوازی کر کے اپنے فضل سے بچا لیا۔ الحمد للہ۔

ہم کو مولوی صاحب کے اس ناجائز فعل سے نہایت افسوس ہے اور ہم بڑے زور سے مولوی صاحب کے ٹریکٹ اور پیغام جنگ والے مضامین پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم احمدی قوم کے سکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں زور سے مگر نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی مقامی انجمنوں سے جلسوں کا انتظام کر کے پیغام جنگ اور مولوی صاحب کے اس ٹریکٹ پر اظہار نفرت کا ریزولیوشن پاس کریں اگر پیغام جنگ اگر احمدی قوم کا اخبار ہے تو اس روش کو بالکل بدل دے۔ ورنہ پیغام کو ایک دن قوم سے وہ کچھ سننا پڑیگا؟ جس کی اُسے امید نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے آپ سے سن چکے ہیں اب آپ صدائے بازگشت کی طرف تیار رہیں۔ اور دباؤ سے اور دلایل سے اگر پیغام نے اصلاح نہ کی تو **اسے قوم ایک دن بائیکاٹ کرے گی؟**

اے دانشمندو۔ اور عقلمندو اور **دولت مندو** اس پیغام کو اس طریق سے چلا کر قوم کو بدنام نہ کرو۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں ہوگا؟

من از بمدردیست گفتم تو ہم خود فکر کن یارے
خود از بہرایں روز است ای دانا و ہوشیارے

(ایک احمدی قوم کا خادم اور پیغام صلح کا خیرخواہ از گڈھ شنکر)

## (۳) سرہند سے ایک آواز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پیغام جنگ نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ اس عاجز کے ہاتھ میں ہے۔ گو عاجز اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا کہ ایسے لیسے مضامین کا جواب دے مگر یہ ایک جوش ہے جو ظاہر کئے بغیر نہیں سکتا شاید کسی کو فایدہ پہونچ جاوے۔ پیغام پہلے صفحہ پر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی تقریر لکھ کر اپنے میں پھولا نہیں سماتا۔ مگر اگر اصل حالات پر غور کیا جاوے اور کل تقریر پر تدبر کیا جاوے تو پیغام جو نتیجہ اس تقریر سے نکالنا چاہتا ہے۔ نہیں نکل سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ مرحوم اپنی خلافت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جیسا انکی تمام تقریر خصوصاً لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں ممد ک بنا ہے نہ بن سکتا ہے۔" حضرت مرحوم اپنی خلافت کا ذکر فرما رہے ہیں نا کہ دوسری خلافت کا۔ حضرت مرحوم کا مولوی محمد علی صاحب اور دیگر چند صاحبان سے دوبارہ بیعت لینا کیا بتلاتا ہے۔ صاف اور کھلی بات ہے اسی صفحہ کالم ۳ میں عقاید کی تشریح نہیں کی۔ کیا ڈاکٹر مرتد کے سے خیال رکھکر بیعت میں تو کیا نام کا احمدی بھی رہ سکتا ہے۔ اسی صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط بنام چیو لکھکر ثابت کرتا ہے "کسی کو فاسق کہنے والا خود فاسق ہو جاتا ہے" صفحہ پر حضرت ناصر نواب صاحب کو چھوٹا بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ افسوس!

حضور خلیفۃ المسیح مرحوم کی پیغام کو بائیکاٹ کرنا کس نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کیا پیغام کے کارکن و منیجر کمیٹی لاہور کی جماعت کے ممبر نہیں ہیں فتدبرو۔ حضرت مرحوم نے مخلص دوستوں کو اپنی خلافت میں روک ہونے سے انکار کیا ہے نہ کہ سب کو بری کیا ہے یہ ضروری نہیں جو حضرت صاحبزادہ صاحب کے مخلص تھے۔ وہ حضرت میاں صاحب فضل عمرؓ کے بھی مخلص ہوں۔ پہلے صحابہ کرام کے مخلصوں کی فہرست پیش نظر ہے حضرت عمرؓ کو شہید کرنے والے حضرت عثمانؓ و علیؓ کو شہید کرنے والے کیا صحابہ عظام کے مخلص تھے یا دشمن سوچو!

(عاجز محمد تقی احمدی مدرس مدرسہ سرہند ریاست پٹیالہ)

(۴) حیدر آباد دکن سے ایک مخلص بزرگ منشی محمد سراج الدین صاحب نے پیغام کو ایک خط لکھا ہے۔ جسکی نقل وہ الحکم میں بغرض طبع بھیجتے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

عالیجناب مکرم ومعظم سلمہ اللہ تعالےٰ:۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ایک خط جسکو میرے مکرم ماموں عالیجناب نواب محمد سراج الدین صاحب احمدی نے خاص درد و سوز اور سچی ہمدردی سے تحریر کیا ہے مرسل ہے۔ بلحاظ خیر خواہی سلسلہ عالیہ وحالات موجودہ مقامی عاجز کو بھی اس سے اتفاق ہے امید کہ اس پر خاص توجہ کیجائیگی۔ فقط عاجز میر فضل احمد احمدی)

میرے مکرم ومعظم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح:۔

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح حاجی الحرمین الشریفین (زاد اللہ تعظیماً) مخدومنا مولٰنا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہمارے لئے معمولی غم نہیں تھا۔ اس کے چند یوم قبل سے ہمارے ملکی غیر احمدی صاحبان ہمارے لئے رنجیدہ اسباب پیدا کر رہے ہیں۔ اور اور بھی باتیں ہیں جو ہمارے لئے تکالیف کو زیادہ کرنے کے لئے بہت کچھ ہیں ان سب امور پر طرہ آپ کا پرچہ پیغام صلح رنجیدہ ثابت ہو رہا ہے۔

میرے مکرم ایک وقت تھا کہ آپ کا پرچہ ہمارے زخموں کے لئے مرہم کا کام کرتا تھا۔ تو اب وہی پرچہ خلافت کے خلاف آواز اٹھا کر تیر و سنان کا کام دے رہا ہے۔

مکرم!!! میں نے ۲۲۔ مارچ ۱۹۱۴ء تک کے تمام پرچوں کے کامل مضمون دیکھے ہیں؟ مگر با چشم گریاں و دل بریاں؟ جناب مولوی محمد علی صاحب کی تقریرات یا آپ کی تحریرات کی توہین کرنا

میرا مقصد تو نہیں۔ مگر بعض لوگ ایسے ہی موقعہ پر کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ "نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے"۔ مگر یہاں اس کا برعکس ہے۔ آپ لوگ تو اس سلسلہ عالیہ کے دانا دوست کہلا کر اخبار میں ایسے مضمون شایع فرما کر ہمارے دشمنوں کو ہمارے بر ہنسانے کا موقعہ دے رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس بلکہ ہزار افسوس !!!

میرے معظم !!! آپ کو کچھ کرنا ہے اور اللہ کیلئے کچھ کرنا ہے تو خانگی طور پر تحریرات وغیرہ ممکن ہیں۔

میرے مکرم مجھے ازبرائے خدا معاف فرمانا کیا ایک مومن اللہ کے پیارے منہ سے چند ہی ماہ قبل نکلے ہوئے یہ دو چھوٹے چھوٹے ہمارے لئے سچے ثابت ہو رہے ہیں "پیغام صلح" تو "پیغام جنگ"۔ یا اللہ تو گواہ ہے کہ ہم ان خیالات سے سخت بیزار ہیں۔ پیارے مکرم۔ مکرر دست بستہ بہت ہی ادب سے عرض پرداز ہوں کہ اگر آپ کو کچھ کرنا ہے تو آپس میں خانگی تحریرات کے ذریعہ ایک حد تک اختیار رہے مگر اخبارات سے فتنہ برپا کرنا اور ہم لوگوں کو غیروں کے ہاتھوں آٹھ آٹھ آنسو رولانا نہایت نامناسب ہے !

اگر آیندہ بھی جنابحاب اس طرح کمربستہ نظر آئے تو مجبوراً بدرگاہ الٰہی دعا ہے ایسے مضمون کو دیکھنے سے محفوظ چاہتے ہیں۔

(محمد سراج الدین احمدی حیدر آباد دکن)

---

جناب مولوی نور احمد صاحب چکوال ضلع جہلم کے ایک مخلص اور سرگرم احمدی ہیں۔ شیعہ حضرات سے مناظرہ کرتے رہتے ہیں انہیں خاص ملکہ ہے انہوں نے منکرین خلافت کے رئیس کو ایک چٹھی لکھی ہے جسے ہم اب شایع کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم ٭

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

ہماری قوم کے بزرگان نے خوب معیار بتلایا ہے کیا ہم نے خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعت کی تھی گناہ کیا تھا؟ کیا ہم خدا سے معافی مانگیں کہ ہم نے کیوں پیر پرستی شروع کر دی؟ کیا پیر پرستی اسی کا نام ہے۔ خداوند اپنی حفاظت میں رکھے۔ کوئی ہے جو اس پیر پرستی سے باہر نکالے۔ افسوس صد افسوس؟ کیا ہم اس وقت پیر پرستی سے توبہ کریں۔ اور کیا ضرورت تھی مسیح موعود کی؟ کیا ضرورت تھی خلیفہ اول کی؟ کیا ضرورت تھی چالیس آدمی جسکو منتخب کریں۔ ذرا سوچ کے جواب عنایت ہو۔ کیا مخالف نہیں کہا کرتے تھے؟ قرآن و حدیث موجود ہے مہدی کی کیا ضرورت اور اب یہی کہتے جاتے ہیں؟

(راقم احقر الناس نور احمد احمدی چکوال)

---

ابھی تک تو میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس نے بیان کیا ہو کہ کسی شخص نے اس کو پکڑ کر اور مار کر سلسلہ میں داخل کرا دیا ہو۔ یہ گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ ہے اور **مذہبی آزادی** ہر شخص کو حاصل ہے پھر یہ کہنا کہ لا اکراہ فی الدین کے خلاف کر کے دباؤ ڈالا جاتا ہے کس حد تک اپنے اندر صداقت رکھ سکتا ہے۔ خدا سے ڈرو۔ اور اس قسم کی سخن آفرینیوں سے اپنی وقعت کو کم نہ کرو۔

---

# اعلان

جب انسان صداقت کے انکار کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے تو اس سے بہت سی غلط بیانیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ خان محمد عجب خان صاحب تحصیلدار کا ایک مکالمہ پیغام میں چھپا ہے۔ میں اس کو دیکھ کر دو نتیجوں میں سے ایک پر پہنچا ہوں۔ یا تو خان صاحب نے دانستہ یا نادانستہ پیغام صلح کو غلط واقعات بہم پہنچائے ہیں۔ یا پیغام کے سٹاف نے اپنی طرف سے ان کے بیان میں کمی و زیادتی کر دی ہے !

اول تو کئی گھنٹے کی مسلسل گفتگو (خصوصاً جو ایک عظیم الشان قومی معاملہ کی نسبت تھی اور جس میں ذرا سی غلطی ہو جانے پر بھی قوم میں ایک عظیم الشان تفرقہ کا خطرہ ہو سکتا تھا) کا اس طرح شایع کر دینا کہ فریق ثانی کو بالکل دکھائی ہی نہ جاسکے۔ حد درجہ کی جرأت معلوم ہوتی ہے۔ جسکی اجازت خانصاحب کا دل ہی دے سکتا ہوگا۔ ایسے وقت میں جبکہ جماعت میں نہایت گھبراہٹ اور کرب کے آثار پائے جاتے تھے۔ خانصاحب نے گرتی ہوتی قوم کو ایک اور دھکا دیا ہے۔ اور میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ خانصاحب نے اس مکالمہ میں دانستہ یا نادانستہ بہت کچھ تغیر و تبدل کیا ہے اور اگر خانصاحب کی یہ کارروائی تقویٰ و طہارت کی بنا پر تھی۔ اور ان کا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ انکی یہ کارروائی اللہ کی رضا کے ماتحت ہے اور کسی قسم کی غلط بیانی سے اس میں کام نہیں لیا گیا۔ تو میں ان کو اس شہادت حقہ کیطرف بلاتا ہوں کہ وہ اسی رنگ میں قسم کھا کر جس کا بیان حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب میں بیان فرمایا ہے یہ بیان شایع کریں کہ اس مکالمہ میں میں نے اپنی طرف سے کوئی زیادتی نہیں کی اور وہی الفاظ یہاں لکھے ہیں۔ جو اس وقت فریقین کی مونہہ سے نکلے یا کم از کم وہی مضمون ادا کیا گیا ہے جو فریقین کے الفاظ سے پایا جاتا تھا اگر وہ اس قسم کا بیان شایع کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انکے ذریعہ بہتوں کی ہدایت کا سامان کر دیگا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو کسی انصاف پسند انسان کا حق نہیں ہوگا کہ وہ ان کے بیان کو سچا سمجھے ورنہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں جوابدہ ہوگا۔ اگر خانصاحب نے نیک نیتی سے یہ مکالمہ شایع کیا۔ اور ان کو یقین ہے کہ انہوں نے غلط واقعات بیان نہیں کئے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کا حلفیہ بیان کرنے میں انہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان کے اس فعل سے جماعت کے ایک کثیر حصہ کو ہدایت ہو سکتی ہے تو ان کا اس میں کیا حرج ہے۔ میں ان کے مکالمہ کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس مکالمہ میں بہت سی باتیں ایسے رنگ میں بیان ہوئی ہیں۔ کہ انکا مطلب بالکل خبط ہو گیا ہے اور بہت جگہ پر انہوں نے اپنی طرف سے زاید باتیں شامل کر دی ہیں میری گفتگو کو بہت جگہ پر چھوڑ دیا گیا ہے اور پھر سے فقرات میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں ان کے شایع کردہ بیان سے قطعی طور پر انکار کرتا ہوں۔ اور تمام جماعت کو اس بات کی اطلاع دیتا ہوں کہ اس میں بہت سی غلط بیانیوں سے دانستہ یا نادانستہ کام لیا گیا ہے جو لوگ میرے واقف ہیں جنہوں نے میری تحریروں کو پڑھا ہے جن کو مجھ سے باتیں کرنے کا موقعہ ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جس قسم کے جوابات انہوں نے میری طرف منسوب کئے ہیں۔ ایسے مختصر جواب دینے کا میں عادی نہیں ہوں۔ خانصاحب نے اس وقت حد درجہ کی دلیری سے کام لیا ہے۔ جس کے جوابدہ وہ خدا کے حضور ہوں گے اور اگر وہ ایسی قسم کھا کر جو لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ موکد ہو اپنے اس بیان کی تصدیق شایع کریں گے تو خود حق و باطل میں فیصلہ ہو جائیگا۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں۔ یا پیام کی تردید نہ کریں تو میرا حق ہوگا کہ میں سمجھوں کہ انہوں نے ایک بناوٹی مکالمہ نادانستہ نہیں بلکہ دانستہ شایع کیا ہے گو مجھے خیال ہے کہ یا تو نادانستہ ان کے قلم سے ایسی باتیں نکلی ہیں۔ جو میں نے نہیں کہیں یا کسی اور نے اپنی طرف سے اس میں زیادتی کر لی ہو۔ اس اعلان کی ایک کاپی رجسٹری کرا کے خانصاحب کے نام بھیجدی گئی ہے تاکہ وہ یہ عذر نہ پیش نہ کریں کہ مجھے اس اعلان کی اطلاع نہیں ہوئی۔

(خاکسار مرزا محمود احمد)

---



---

## جو کچھ کرنا ہے سوچ کر کرو

پیغام گھبرا رہا ہے کہ لوگ کیوں بیعت کر رہے ہیں اور یہ بھی چلا رہا ہے کہ بعض جگہ اسقدر دباؤ ڈالا جاتا ہے جو لا اکراہ فی الدین کے بھی خلاف ہے" مجھے تعجب ہے کہ اس قسم کی فسانہ سازیوں سے کیا حاصل ؟

کبھی نہیں کہا - مگر اس میں شک نہیں کہ آپ گورنمنٹ کو یہ ظاہر کرتے کہ میری جماعت ایک الگ جماعت ہے جو

## خونی مسیح اور خونی مہدی کے قایل نہیں

اور دوسرے مسلمانوں کے اس قسم کے عقاید غلط ہیں کہ مسیح موعود آ کر جدال وقتال کرے گا - ایسے حالات میں احمدی قوم کیلئے یہ ایک مبارک راہ تھی آپ نے اپنی جماعت کے سامنے جو نصب العین کہتا تھا -

## وہ دین کو دنیا پر مقدم کرتا تھا

اور اسطرح یہ تحریک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خالص مذہبی تحریک تھی اور ہے - مگر بعض ان لوگوں کو جو اپنی دعوی جماعت کی وجہ سے کچھ خاص اغراض رکھتے ہوں - ان ہدایات کو چھوڑ کر ان تحریکوں میں حصہ لینا پڑا جو خالص ملکی تحریکیں ہیں - پس ہمارے ناظرین کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسوقت کفر و اسلام کا مسئلہ تو ہمارے منکرین خلافت نے ایک آڑ بنایا ہے - دراصل یہ گروہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دینی رنگ میں

## پولٹیکل تحریکوں میں شامل کرنا چاہتا ہے؟

اور چونکہ خلافت ہی کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو اس قسم کی تحریکوں سے جماعت کو روک سکتا ہے مگر ہمارے بعض لاہوری حضرات جو پولٹیکل تحریکوں میں شمولیت سے پرہیز نہیں کرتے اونہوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا - اس لئے احمدی قوم کو اس موقعہ پر ہوشیار ہو جانا چاہیئے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے جانشین اول نے قوم کو ہمیشہ ملکی تحریکوں سے الگ رہنے کی تعلیم دی - پچھلے دنوں کانپور کی مسجد کے معاملہ میں لاہوری پیغام نے جو حصہ لیا اسے حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند نہیں کیا تھا - اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے بہ حیثیت ایڈیٹر الفضل ان مضامین کے زہر آلود اثر سے قوم کو بچایا - اور اپنے سلسلہ کی پوزیشن کو غلط فہمی سے بچایا ورنہ گورنمنٹ پیغام صلح کی تحریروں کو پڑھ کر سلسلہ کے متعلق غلط رائے قایم کرنے میں دہوکہ کہا سکتی - اور ایک کثیر التعداد جماعت کی نسبت حسن ظن کے مقام سے نیچے اتر جاتی × × × × × × × × × × مگر الفضل نے نہ صرف قوم کو بچایا - بلکہ قوم کے حقوق کی حفاظت کی -

اب جبکہ وہی نوجوان خدا کے فضل سے قوم کا امام مقرر ہو گیا ہے - تو اس گروہ کو اندیشہ ہے کہ ان ملکی تحریکوں میں حصہ لینے سے انہیں وہ پرزور روک ملیگا - اور بہ حیثیت ایک ہر یک کے ان کے فرض ہو گا - کہ اس سے ہٹ جاویں اور اس طرح پر ان کے مقاصد میں خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود ایک روک ہو سکتا ہے - اس بنا پر یہ لوگ - اگر خلافت کو مان لیں تو یہ مصیبت آتی ہے کہ انہیں من مانی کارروائیاں کرنیسے کنا پڑتا ہے - پس انہوں نے یہ شور شر چھوڑ دیا کہ خلافت کی کیا ضرورت ہے اور اگر ضرورت ہو تو بیعت کی حاجت نہیں - اس طرح پر خلیج اثر سن ہونا چاہتے ہیں اور عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے کہا جاتا ہے کہ

## صرف کفر و اسلام کے مسئلہ میں اختلاف ہے

حالانکہ یہ غلط ہے کفر و اسلام کے متعلق احمدی قوم کا عقیدہ طشت از بام ہے جبکہ غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینے سے منع کیا گیا اور غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا - اور ملکی معاملات میں انہیں الگ کہا گیا تو اب احمدی قوم کو دوسرے مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیئے - یا خود ان میں جذب ہو جاویں - پس اصل بات اور نکتہ معرفت یہی ہے کہ جب تک خلیفہ ہو گا - اور خلیفہ بھی وہ جو ملکی معاملات میں اپنا اسوہ اور طریق وہی رکھتا ہے جو ہمارے سید مولی حضرت مسیح موعود اور آپکے جانشین خلیفۃ المسیح رضہ کا تھا تو وہ مسلمانوں کی ملکی تحریکوں میں اپنی جماعت کو شامل نہیں ہونے دیگا - اور اسطرح پر یہ بزرگ جو مسجد کانپور اور زمیندار اخبار کے معاملات میں خاص دلچسپی غلطی سے لے چکے ہیں - اور جسپر انہیں منع بھی کیا گیا - آئندہ ملکی تحریکوں میں دوسروں کے ساتھ ملیں گے جو سلسلہ کیلئے مضر ہے - اس لئے عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے کفر و اسلام کی بحث چھیڑ دی - ورنہ اس وقت یہ مسئلہ ہمارے سامنے نیا نہیں ہے؟

احمدی قوم کو ہوشیار اور بیدار ہونا چاہیئے جب تک ایک قوم الگ نہیں بنتی - اس کی ترقیاں رک جاینگی - اور اس کے قومی حقوق کو نقصان پہونچے گا -

بغیر کسی قسم کے ذرا بھی خطرہ اور خوف کے ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا دوسرے مسلمانوں سے مذہبی معاملات میں اختلاف ہے - اور ملکی معاملات میں ہمارا طریقہ دوسرا ہے -

اس وقت قومیت کی لہر چل رہی ہے اور ہر قوم اپنے وجود اور ہستی کا احساس کرنے لگی ہے - پس اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری ہستی (خدا نہ کرے) مٹ جاوے - تو پھر سست ہو جاؤ اور دوسروں میں جذب ہو جاؤ اور اگر چاہتے ہو کہ

## زندہ خدا کی زندہ قوم بنو!

تو پھر قدم بڑہاؤ اور زندگی کی حرکات سے ظاہر کر دو کہ اس قسم کے ابتلا تم پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتے - تم خدا پر بھروسہ کرو اور

## اپنے امام کے ساتھ ہو جاؤ

یہ تفرقہ جو پیدا کر دیا گیا ہے تمہاری ذمہ داریوں کو بڑہا رہا ہے - اور ان ذمہ داریوں کیلئے تمہیں خدا کے فضل کی تلاش کرنی چاہیئے جو

## ہمت استقلال اور دعا سے ملتا ہے!

ہم انشاء اللہ تمہیں وقتاً فوقتاً بتائیں گے کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے مگر سرِدست تم اس ابتلاء کو دیکھ کر ڈرو نہیں اور گھبراؤ مت - کیونکہ خدا کا کلام پہلے سے تسلی کیلئے نازل ہو چکا ہے -

## ڈرو مت مومنو!

ذیل کی تحریریں جماعت کے فایدہ کیلئے شایع کرتا ہوں جس سے ان کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت خلیفہ اول کس درد دل سے قوم کیلئے امام کی ضرورت محسوس کرتے تھے (ایڈیٹر)

# فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل

## ۵ - جون - ۱۹۱۳ء

آج مجھے بہت تکلیف ہوئی - میں نے سمجھا اب میں دنیا میں نہیں رہونگا - سو میں نے دو رکعت نماز پڑہی الحمد شریف کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الضحیٰ - اور دوسری رکعت میں الم نشرح لک - پھر میں نے یہ دعاء کی:-

"الٰہی ہمیں ہر طرف سے زور ہو گیا ہے"

پھر میں نے تین بار -

لا الٰہ الا اللّٰہ الحلیم الکریم - لا الٰہ الا اللّٰہ رب العرش الکریم - لا الٰہ الا اللّٰہ رب السمٰوت والارض ورب العرش العظیم اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک و الغنیمۃ من کل برّ والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھمّا الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضا الا قضیتھا یا ارحم الراحمین - اس کے بعد میں نے دعا کی:-

الٰہی اسلام پر عجب وقت آ رہا ہے - مسلمان اول تو سست ہیں پھر دین سے بیخبر ہیں اسلام و قرآن اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیخبر ہیں - تو ان میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو وہ کاہل و سست نہ ہو - ہمت بلند رکھتا ہو - باوجود ان باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو - دعاؤں کا مانگنے والا ہو تیری تمام رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو قرآن و حدیث سے باخبر ہو پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو تباغض ان میں نہ ہو - اس جماعت کے لوگوں میں بھی جذب ہمت اور استقلال ہو - قرآن و حدیث سے واقف ہوں اور ان پر عامل ہوں اور دعاؤں کے مانگنے والے ہوں ابتلاء تو ضرور آوینگے - ابتلاؤں میں انکو ثابت قدمی عنایت فرما - اور ان کو ایسے ابتلاء نہ آویں جو ان کی طاقت سے باہر ہوں" آمین

# مُراسلات

آجکل اس کثرت سے مراسلات آرہے ہیں کہ میں حیران ہوں ان کو کسطرح شایع کروں الحکم برابر زاید صفحوں پر شایع ہو رہا ہے۔ پھر بھی گنجایش نہیں نکلتی۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ جلد جلد شایع ہوں۔ جنکے مضامین میں دیر ہو وہ مجھے معذور سمجھیں (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

## مُعیار صداقت "سلسلہ خلافت"

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم قرآنی فیصلہ ہے جو تمام شکوک اور شبہات کی تاریک غاروں سے نکالکر سچائی اور تقوٰی کے چوٹی پر کھڑا کر دیتا ہے۔ انسان محض غلط فہمی یا کسی کی تحریک یا نفس کے دہوکے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے۔ اور دوسروں کو ذلیل خیال کرتا ہے۔ مگر جبتک اللہ جلشانہ کی تائید اور نصرت شامل حال نہ ہو اور جبتک معرفت الٰہیہ کا نورانی سہرا اس کی پیشانی پر نہ چمکے ایسا انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا آخرت تو کہیں رہی دنیا میں ہی خوار و نابود ہو جاتا ہے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور ملائکہ کا مقابلہ اور اس پر ابلیس کا نعرہ انا خیر منہ لگانا اس امر پر شاہد ناطق ہے ہر فرقہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا چاہتا ہے اور ہر لیڈر اپنے آپ میں خوبی اور قابلیت کا ہونا اور اپنی لیاقت کے باعث درجہ حاصل کرنا ظاہر کرتا ہے۔ مگر خدا کا بندہ کبھی کبریائی کا دعوے نہیں کرتا وہ خود کو نالایق یقین کرتا ہے فروتنی اختیار کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے چونکہ اس کو بہت بڑا ہادی مخلوق انسانی بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو اپنے پاس سے علم عطا فرماتا ہے۔ اور اس کو ہر قسم کی عزت کا خلعت بخشتا ہے۔

اسی طرح جو جماعت خدا کے نام پر بنتی ہے اسکے ہر ممبر میں تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کوٹ کوٹ کر بھر دی جاتی ہے۔ اللہ کے احکام کی عزت اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا اس کا شیوہ ہو جاتا ہے۔ تب تمام لوگ اور تمام مختلف فرقے ایسے چیدہ اور باہمت افراد انسانی کی جماعت کا معائنہ کر کے یقین تام پیدا کر لیتے ہیں۔ کہ یہ ایک دن عجیب شان اور حوصلہ کی جماعت ہوگی۔ اس تاریک زمانہ میں جبکہ ہر قسم کا شرک زوروں پر ہے۔ بدی محبوب خیال کیجاتی ہے۔ کتاب اللہ کی لاعلمی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنن اور احادیث کو الف لیلہ کے قصص کے برابر (معاذ اللہ) وقعت دیجاتی ہے۔ اللہ تعالے نے اپنے مسیح موعود علیہ السلام کو نازل فرمایا۔ اور اپنے پاس سے علم اور معرفت عطا فرماکر دنیا کیلئے باوجود سخت مخالفت اور جد وجہد کے سچا لیڈر اور اسوہ حسنہ بنایا کوئی اس کے مقابلہ کیلئے میدان میں نہ نکلا۔ سب بغلیں جھانکتے رہگئے۔ خدا نے نہ صرف اسکی خلافت کا سکہ بٹھا دیا بلکہ جن لوگوں نے اپنے آپ کو اسکی بیعت میں منسلک کیا ان سب کو معرفت دی۔ اور مخالفوں پر رعب بخشا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں قصبوں اور دیہات میں قرآن اور اسلام کا وعظ کرنا۔ کانفرنس اور ندوہ کے اجلاس کو اپنی شرکت سے شاندار بنانا۔ علیگڈہ کالج جیسے دہریہ منبع انسٹیٹیوشن کو ہلا دینا اور یورپ کے ظاہر پرست اہالیان کو بیداری میں لانا اور اسلامی شمع ہدی سے ان کو روشن کرنا اور افغانستان کے اکثر لوگوں کو حلقۂ غلامی میں لے آنا اسی بانی فرقہ کا کام تھا جہاں آریوں یا عیسائیوں کا زور ہوتا ہے اسکی جماعت کے واعظین اور لیکچرار طلب کئے جاتے۔ خدا کے فضل سے وہ جہاں جاتے فلاح کا منہ دیکھتے۔ جانتے ہو کہ یہ نصرت اور کامیابی اور غلبہ کیوں احمدیوں ہی کے حصہ میں آیا۔ اس لئے کہ وہ ایک امام ذیشان کے ماتحت رہتے جو خدا سے تائید پاکر سب کی اصلاح کرتا تھا۔ اور سلسلہ حقہ کے خدام بھی اس میں جذب ہوئے ہوئے تھے جیسے شیر میں شکر جذب ہو جاتی ہے۔ گویا لکھوکہا انسانوں کا گروہ ایک امام کے وجود باجود میں وحدت کے رنگ میں گم تھا اور اس امام کی خوبیاں اور فضیلتیں اس کے متبعین میں اسطرح ظاہر اور ہویدا ہو رہی ہیں جسطرح ہزارہا میوہ دار شاخوں کی لہر بہر اس کے تنہ کی شادابی پر دلالت کرتی ہو۔ نام کے کلمہ گو مسلمانوں نے ہر چند چاہا کہ احمدی ان کے ساتھ ملکر کام کریں۔ کچھ اپنی منوائیں کچھ ان کی مانیں مگر خدا کے بندہ مسیح ؑ اور اس کے جیور خلیفہ اول نے (رضی اللہ عنہ) ایک منٹ کیلئے بھی ایسا کرنا گوارا نہ کیا۔ اگر یونیورسٹی یا کسی دیگر فنڈ میں چندہ دیا۔ یا کسی اور امدادی تحریک میں عزت افزائی فرمائی تو وہ بھی قرآنی حکم کے ماتحت کیا کسی سائل کی مدد مالی کرنے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ دینے والا لینے والے کے ہم خیال یا ہم عقیدہ ہے۔ خیرات یا امداد کرنا امر دیگر ہے اور مذہب امر دیگر۔ ایسی کوئی نظیر پیش کرو۔ جس میں کبھی غیر احمدیوں کے معتقدات یا رسومات میں حصہ لیا ہو۔ اگر غیر احمدیوں کا موجودہ اسلامی طرز سینی پر اصول مبنی ہے جیسے احمدیوں کا اور اگر ان کا تقویٰ۔ تعلق باللہ اور تمسک بالقرآن بھی مثل احمدیوں کے ہے تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیح موعود نے اپنی الگ جماعت کیوں قایم کی۔ اور ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانے کا فتویٰ صادر فرماکر دوسرے غیر احمدی مسلمانوں کے پیچھے نماز اور جنازہ پڑہنا کیوں حرام کر دیا۔ اور الہامی عبارت مسلماں را مسلماں باز کردند کا کیا مطلب ہوا۔ یقینا سمجھو ہماری زندگیت احمدی خصوصیت کے قایم رکھنے ہی سے ہے نہ کہ ترک کرنے میں۔ اگر مسئلہ وفات مسیح ہی صرف مابہ الامتیاز ہے تو میں خوب جانتا ہوں کہ بہت اشخاص غیر احمدیوں کے مسیح کی وفات کے قایل ہیں۔ کیا تم ان سب کو احمدی جماعت میں داخل سمجھوگے ہرگز نہیں۔ غیر احمدیوں کو ہم اسلئے کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا کے مامور من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شناخت نہیں کیا باوجود بار بار حجت تمام کرنے کے انہوں نے مطلق پرواہ تک نہ کی۔ امام زمانہ کو جو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے متعلق خود ہی حدیث اور قرآن کو سامنے رکھکر اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔ تاویلات رکیکہ سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ مومن کو صرف خدا کا ڈر ہوتا ہے غیر اللہ سے نہیں ڈرا کرتا۔ خواہ مخواہ۔ کہتے پھرنا بیشک تضیع اوقات ہے مگر ہاں جب اصل تعلیم اور اسلام کے عقاید پر بحث ہو تو ہم کبھی مداہنت سے کام نہیں لے سکتے۔ ہم نے اسلام کو اصلی رنگ میں دیکھا۔ نبی اللہ کے نشانات اور معجزات متواترہ سے سلسلہ کو موید پایا۔ صلوٰۃ دعاء اور اخوت برادرانہ میں روحانیت کا ظہور پایا۔ ہم کیونکر غیر احمدیوں کی نماز معتقدات اور بوسیدہ رسومات میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بیشک ان کا اسلام ہمارا اسلام نہیں۔ ہمیں ان کے چندے اور مدد کی بھی ضرورت نہیں خدا ہمارا متکفل اور رازق ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے یہ پودا لگایا ہے۔ اور وہی سرسبز کریگا۔ وہ لوگ کوتاہ بین ہیں۔ جو غیر احمدیوں کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہتے ہیں۔ کیا کام کرینگے۔ اور کیونکر لاپ ہوگا۔ اس کا تصور ہمارے فہم سے باہر ہے۔ ایک مرزا نے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لکھوکہا آدمیوں کو مقابلہ کیلئے مسلح بنا دیا۔ حیف ہے ایسے احمدی پر جو اپنے سلسلہ یا خدا کے دئے ہوئے ہتھیاروں سے کام نہ لے اور دوسرے غیر متعلق لوگوں سے پناہ کا سامان ڈھونڈے۔ خدا سے ڈرو۔ اپنی پوزیشن کی قدر کرو۔ اور خصوصیات کو مت چھوڑو۔ یاد رکھو ان کی ہاں میں ہاں ملانے سے خنگری سے رک جاؤگے کونوا مع الصادقین کو یاد کر کے قادیان اکثر آؤ۔ ورنہ یاد رکھو کہ تفرقہ سے یہ بار آور پیپل جڑ سے اکھڑ جاویگا۔ چند روز ہوئے خواجہ غلام الثقلین صاحب کا ایک مضمون ہمدرد کے کسی نمبر میں شایع ہوا تھا۔ ان کا مضمون خود اس بات کا گواہ ہے کہ خواجہ صاحب کو ہمارے سلسلہ سے بالکل واقفیت نہیں ہے۔ اور نہ ان کو ہماری غیرت دینی اور علو حوصلگی کا علم ہے جس امر کیطرف انہوں نے اشارہ فرمایا ہے کہ احمدی۔ غیر احمدیوں میں جذب ہو رہے ہیں یہ در حقیقت ہم میں سے چند کمزور طبایع کا خواجہ موصوف یا ان کے ہم خیال لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے کا نتیجہ ہے۔ خواجہ صاحب اس بات کو نوٹ کریں کہ ہم خدا کے فضل سے ایک سکنڈ کیلئے بھی ان کی خیالات یا مسلمات کی پیروی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور نہ اسکی خواہش رکھتے ہیں۔ جب اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوں تو پھر یقینا سمجھلو کہ احمدی سلسلہ کا خاتمہ ہو گیا۔ ہم نے زندہ خدا دیکھا۔ زندہ رسول دیکھا۔ تائیدات سماوی سے بامراد ہوئے۔ ہم نور کو چھوڑکر ظلمت کو کیونکر اختیار کر سکتے اور اس میں اپنا ڈیرا لگا سکتے ہیں۔ مانا کہ ہم تھوڑے ہیں اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ خدا ہم کو بڑہائیگا۔ اور جب وہ فاتح بنائیگا۔ وقت کو پہچانو! اور اشداء علی الکفار کو مدنظر رکھکر قدم مارو۔ کوئی خدا کا برگزیدہ بلا مخالفت صادق تسلیم نہیں کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسقدر پرزور مخالفت ہوئی۔ فتاوی کفر شایع ہوئے مگر بتلاؤ کہ کون کامیاب ہوا۔ حضرت خلیفہ اول کی خلافت کس شان سے ختم ہوئی اپنی جماعت کے بعض اشخاص نے بھی مقابلہ کرنا چاہا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ اس وقت بھی بعض افراد اپنی نادانی سے متذکرہ احمدی سلسلہ کی بنیاد اکھیڑنا چاہتے ہیں۔ خلافت کو سنگ بے بنیاد خیال کرتے ہیں۔ اور

مخالفت میں پیغام صلح کے ذریعہ اور ٹریکٹوں کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں۔ جن کے بڑے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ہیں (بہ راہ اللہ) سچ ہی مقابلہ سے ہی ہر چیز کی خوبی معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کا ٹریکٹ اگر شائع نہ ہوا ہوتا۔ تو مولوی صاحب کی نسبت ہم ایسا خیال بھی ہرگز نہ کر سکتے اور نہ جماعت فتنہ میں پڑتی۔ اس زور کی باد مخالف نے حضرت صاحبزادہ اولوالعزم کے منجانب اللہ خلیفہ ہونے پر مہر لگادی۔ مولوی صاحب اگر ناخنوں تک بھی زور لگائیں۔ تو خلافت حقہ میں کوئی جنبش نہیں آسکتی۔ الحمد للہ اس وقت خدا نے ہماری دستگیری فرمائی۔ اور مدعیان انتخاب پر ظاہر کر دیا کہ خلیفے خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ یہ ایک عملی سبق ہے جو خدا نے ان لوگوں کو سکھایا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ انتخاب خلیفہ ہمارا حق تھا۔ حق بحقدار رسید اب مخالفت سے کیا فایدہ۔ اپنے کئے پر غور کرو جو شخص خدا کے قایم کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتا ہے۔ یا اسکی بیعت کو غیر ضروری خیال کرتا ہے یا انا خیر منہ کا ذلیل نعرہ لگانے کی سعی کرتا ہے۔ وہ اپنا نتیجہ اور انجام خدائی قانون میں مشاہدہ کرے۔ احمدیو بندہی ہوئی ہوا کو نہ بگاڑو۔ ایک امام کے ہاتھ پر متحد ہو جاؤ تا خدا اپنی برکات سماوی سے اور انعامات کثیرہ سے تمکو متمتع کرے۔ حضرت صاحب کے دعاوی کو پھیلاؤ۔ خدا کا جلال قایم کرو۔ اصل اسلام کے دستر خوان کو لوگوں کے آگے بچھاؤ۔ پھر ہم سب بفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ خدا کے حضور عزت پاوینگے۔ خدایا تو خود سینوں کو کھولدے۔ امام کی شناخت بخش۔ استکبار دور فرما۔ اور جماعت کو وحدت پر قایم فرمادے اور ہماری خصوصیات کی محافظت فرما۔ مخالفوں پر غلبہ دے آمین ثم آمین

(محمد فقیر اللہ خان بی۔ اے (علیگ) اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس مظفر نگر)

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ ونصلے علےٰ رسولہ الکریم

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

اے آسمانوں اور زمینوں کے خالق مالک رحمٰن اور رحیم خدا ہمپر رحم فرما۔ اور اس ابتلاء میں ہمارا ساتھ دے۔ ہم دین کے سچے خادم بنیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ شافع روز جزا۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے سچے تابع مہدی موعود کی غلامی میں ہمپر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل کر۔ اپنے مرسل کے جانشین خلفا کی بھی اطاعت کی توفیق بخش۔ موجودہ ابتلاء میں تیرے مرسل کے برگزیدہ اصحاب کے خلاف آوازیں بلند نہ کریں۔ انکی عزت و احترام برحق سمجھیں۔ مگر ایسا بھی نہ ہو کہ ہم قاتلان حسین رضہ تصور کئے جاویں آمین ثم آمین۔

کل پیغام صلح مورخہ ۲۴- مارچ ۱۹۱۴ء کو پڑھ رہا تھا۔ دل آٹھ آٹھ آنسو رو رہا تھا۔ کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ خدائے پاک کی بیچی بارگاہ میں سجدے کئے۔ دعائیں مانگیں۔ اے معبود سچے معبود اپنے معبود جلدی اپنی رحمت نازل کر۔ ایسا نہ ہو تیرے مرسل کی مقدس جماعت میں نفاق کے ناپاک بیج بوئے جاویں۔ ہم گنہگار بندے ان صدموں کے قابل نہیں۔ ہم کو استقامت بخش۔ عجیب اضطراب اور بے چینی لاحق تھی۔ گھڑی لیٹنا۔ گھڑی بیٹھنا۔ دل میں بخارات اٹھتے۔ قلم اٹھاتا۔ لکھنا چاہتا۔ پھر سوچتا۔ تو کیا اور تیری بساط کیا۔ خلافت کا معاملہ۔ ایک طرف عالیجناب حضور میاں صاحب روحہم فداہ باد۔ دوسری طرف اخویم مولوی محمد علی صاحب مرسل خدا کے برگزیدہ صحابی۔ کروں تو کیا کروں۔ لکھوں تو کیا لکھوں؟ خدا معبود سچا۔ اس کے احکام برحق۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ کا فرمان پورا ہو کر رہا۔ مسیح موعود و مہدی مسعود عین وقت پر آیا اور چل بسا۔ اوسی کا زمانہ۔ اوسی کے غلام۔ وہی دارالامان۔ اور وہی ہم۔ ابھی سے ہم لوگوں نے اس زمانہ کی بنیاد ڈالی کہ تیرے محبوب کے الفاظ پورے ہوں۔

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

دل بے قرار۔ زبان گنگ۔ خیالات پریشان۔ ہاتھ میں رعشہ عجب عالم تھا۔ جب عالم خیال میں ان مقدس اصحاب کی مبارک صورتیں آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ جنہوں نے اشاعت اسلام میں حضرت مسیح کا دل وجان سے ساتھ دیا۔ کچھ کہتے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ لیکن جب عالیجناب حضور میاں صاحب کی مقدس جناب میں یہ دل حاضر ہوتا ہے لرزتا ہے۔ یہ اس پیارے کا لال ہے جس پر جانیں قربان کرنے کے ہم دعویدار تھے۔ یہ اس محبوب کی نشانی ہے۔ جس کے قدموں پر ہم اپنی آنکھیں بچھانے کو طیار تھے فطرتاً اس سے انس پیدا ہوتا ہے۔ دل اس کی حمایت میں آوازے بلند کرتا ہے۔ لاچار ان خیالات کا اظہار کرتا ہوں:۔

کل کا کل اخبار سرے سے اخیر تک پڑھا۔ پھر پڑھا۔ اور غور سے پڑھا۔ صرف مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا گیا ہے :۔ وہو ہذا۔

(۱) میاں صاحب سے اسلام اور کفر میں اختلاف ہے یعنے کل غیر احمدیوں کو کافر نہ کہا جاوے؟

(۲) احمدیوں کو اب کسی امام کے بیعت کی ضرورت نہیں وجہ و دلیل کوئی نہیں شاید یہ وجہ بغیر شوریٰ مشورہ کے میاں صاحب نے خلافت کا منصب لیا۔ اب ضرورت نہیں کہ احمدی احباب بیعت کریں؟

(۳) الوصیت پر کیوں عمل نہ کیا جاوے؟ یعنے ہر چالیس مسلمانوں سے بیعت لینے والا خود مختار امام مان لیا جاوے۔

شق اول کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کے حکم کا بھی اظہار ہے۔ اگر واقعی خلیفہ مرحوم و مغفور کا کوئی صریح اور مشرح حکم ہے۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ امام یا خلیفہ امام کے خلاف آواز بلند کرنے کیلئے ہمارے سینوں میں مولویوں کے سے دل آزار دل نہیں ہم اطاعت کی گردن جھکاتے ہیں۔ ان تمام ظلموں اور دل آزاریوں کو جو حضور مسیح علیہ السلام اور ان کے غلاموں کیساتھ کیگئیں ایک سرے سے بھلا دیتے ہیں۔ اور اپنے خلیفہ مرحوم کے حکم کو سر آنکھوں پر لیتے ہیں۔ لیکن اگر حکم صریح اور عام نہیں تو ہم کہیں گے۔ ضرور کہیں گے اور کہے بغیر نہ رہینگے۔ کہ حضور کس وقت غیر احمدیوں سے ملنا نہ چاہا۔ جبکہ ہندوستان کے تمام علماء نے اسبات پر زور دیا۔ کہ ہم حضور کو عالم باعمل۔ مجدد وقت تسلیم کرنیکے لئے طیار رہیں لیکن عیسےٰ کو آسمانوں سے نہ اتار جاؤ۔ لیکن خدا نے نہ چاہا اور حضور نے ایسا نہ کیا پھر دل آزار مولویوں نے خوب ہی کفر کے تو پے لگائے گالیاں دیں۔ پتھر برسائے۔ حضور نے یہ شعر پڑھا۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان۔

اور ایک صریح حکم نافذ فرمایا۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ اور ان کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھنا ایک تبلیغ ہے۔ حضور کو یہ دکھا دینا منظور تھا۔ کہ خدا کے کام پورے ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خدا کے مرسل اور اس کے جانشین جماعت دنیاداروں کے مطیع نہیں ہو سکتے۔ پورا ہوا۔ اور ایسا پورا ہوا! کہ دشمنوں نے اچھی طرح یا بری طرح زور سے یا دبی آواز سے کہہ دیا کہ عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ بعضوں نے ان الفاظ میں حق کی تائید کی ہمیں وفات اور حیات سے بحث نہیں"

اب اگر کچھ شورش پسند مسلمانوں سے میل و ملاپ کے ہم اس ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں یا ان کے پیچھے جو حضور مسیح موعود علیہ السلام کو کافر تک کہتے نماز پڑھ لیا کریں۔ تو خدارا یہ خیال ہمارے دل میں کیوں پیدا نہ ہو کہ اس مظلومیت کے زمانہ میں جبکہ قوم کا ایک ایک متنفس ہمیں نیست و نابود کر دینے کا خواہشمند تھا۔ خدا نے پاک نے ہمیں اپنے ارادوں میں ایسا کامیاب کیا۔ کہ آخر دشمنوں کی نظریں مشتاقانہ ہماری طرف اٹھیں اور چار و ناچار انہوں نے مسیح کے خادموں کو خادم دین تسلیم کیا تو ایسی اقبالمندی کے زمانہ میں کیوں نہ کہا جاوے کہ اگر تم مسیح موعود علیہ السلام کو کافر نہیں سمجھتے تو کیوں اسقدر جرأت نہیں کرتے کہ خدا کی پاک جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ تو کیا چاہتے ہو؟ کہ خدا کی جماعت تمہارے ماتحت ہو جاوے۔ نعوذ باللہ۔

شاید چند غیر احمدی احباب جنہوں نے اخبار کی دنیا میں قوم قوم کی راگنی گاکر مسلم پبلک کے دلوں کو تسخیر کیا ہے۔ ایسا کرنے میں اس وجہ سے جرأت نہ کر سکیں۔ کہ ان کو اپنی حاصل کردہ جاہ و اقتدار کو چھوڑنا پڑے گا۔ تو اسے انصار اللہ بزرگان دین کو جلد باز کہنے والے بزرگو! اگر ہمیں قوم اور شیدائے قوم کا ساتھ دینا ہوتا تو ہم بھی گرانجوبیٹ کو اپنا مولوٹ بنا کر سر سید کے راگ گاتے

نہیں نہیں ہمیں اس امام کی ضرورت تھی جو دنیا داروں کو خدا سے توفیق پاکر مومن بنانیکا بیڑا اٹھاتا۔ سو حضور کا پاک وجود دنیا میں آیا۔ دنیا داروں اور امیر متکبروں کو دھتکارا غریب بھیڑوں کو بلایا اور چمکارا سو ہمکو ان غریبوں کا ساتھ دینا ہے یہی ہمارے امام کا مقصود تھا یہی ہمارا مقصود ہے۔ یہی ہمارا مطلوب ہے۔ رہا کافر کا سوال۔ جسطرح اور جس طریق اور منشاء سے غیر احمدیوں کو اخبار پیغام صلح میں ایک فرح سے کافر کہا ہے۔ ہمارا بھی یہی ایمان ہے۔ جب تک وہ سرکشی نہ چھوڑیں اور عملاً خدا کے مرسل کی اطاعت نہ کریں وہ اس الزام کے (جو انکا ہم غریبوں کو طعنہ تھا) نیچے ہیں اور ضرور ہیں استغفر اللہ! استغفر اللہ۔ استغفر اللہ × × × × × × ×

اگر کوئی خلیفہ وقت مصلحت سمجھکر ایسا عام حکم نافذ کرے۔

تو ہمیں چون وچرا کی ضرورت نہیں۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ انصار اللہ کو جلد باز کہنے والے بزرگوار امامت کو وسیع پیمانہ پر خود مختاری کے ساتھ کرانا چاہتے ہیں اس صورت میں کسی حکم کی تعمیل عام طریق پر خدا معلوم کس طرح ہو سکیگی۔

**شق دوم۔** احمدیوں کو اب کسی امام کی ضرورت نہیں ؟

یہ جملہ علت ہوا ہے اس امر کا کہ مجھ جیسا گنہگار شخص اپنی رائے ان باخدا لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ جن پر خدا کے فرشتے خاص رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ میری رائے میں یہ جملہ دل دہلانے اور آیندہ مشکلات و مصائب کے لئے راہ کرنے میں اپنی نظیر نہیں کہتا تعجب ہے کہ اگر ہر احمدی جدا جدا اگانہ خود مختار اماموں کی بیعت کرلیں۔ تو کسی امر متنازعہ پر یک جہتی اور اجتماع عامہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً زید نے حضور میاں صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور بکر نے اخویم مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر۔ تو میاں صاحب کو بکر پر کیا تصرف ہے۔ اخویم معظم کو زید پر تصرف پانیکا کیا حق ہے اجتماع عام ہونا ممکن الوقوع ہیں۔ لابدی ایسی جماعتیں کھڑی ہو جاویں۔ جنمیں خود غرضی کے ناپاک خیالات پھیلیں اور چوبیس گھنٹوں میں شاید کوئی منٹ خدمت دین میں صرف ہو۔ ورنہ اپنی نفسانی جھگڑوں اچھے برے کی امتیاز میں وقت گذر جائیگا۔

**شق سوم۔** الوصیت پر کیوں عمل نہ کیا جاوے۔

یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ اسپر ضرور ہی عمل کیا جاوے۔ اور اگر اجتماع عامہ اسی پر ہو کہ اب سے بیعت عمومیت کے ساتھ وسیع پیمانہ پر لی جایا کرے تو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب۔ حضور میاں صاحب و دیگر انصار اللہ جس قدر تعداد میں مناسب سمجھیں۔ امام بیعت مقرر کر لئے جاویں۔ مگر تمام امام بیعت نائب خلیفہ ہونیکی حیثیت سے ایک صرف ایک خلیفہ اعظم کے ہاتھ پر بیعت حاصل کریں۔ تا کہ اجتماع عامہ ممکن ہو سکے۔ دنیاوی انتظام میں ہر صوبہ کا گورنر یا صوبیدار اپنے اپنے اختیارات میں خود مختار ہے۔ لیکن اس کا سلسلہ بھی آخر ایک ایسے انجام پر ختم ہوتا ہے۔ جہاں کہ وہ بھی اپنے سر کو جھکا دیتا ہے اسی طرح اجتماع عام ہوگا۔ اور تمام نقیض دور ہو سکیں گے اب رہا خلیفہ اعظم کا انتخاب یہ ایک اہم کام ہے خدمت دین میں کس کو چھوٹا اور کس کو بڑا کہا جاوے۔ ایک طرف خواجہ صاحب مولوی محمد علی صاحب معظم و مکرم۔ دوسری طرف حضور میاں صاحب و مولانا محمد احسن صاحب مخدوم و محترم۔ ایک کر ایک بڑھکر ایک سے ایک اعلیٰ۔ میں اپنی رائے کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد بفضل خدا متقی۔ پرہیزگار۔ صالح اور دیندار کیوں خلافت اعظم سے محروم رکھی جاوے۔ ایک تو حضور نے خلافت کے اہم کام کو قبول کر لیا ہے۔ دوسرے کلام پاک کی آیت لیستخلفنھم کے ماتحت میں کیوں نہ ہم اپنے پیارے محبوب مولا مرشد کی صالح اولاد کو اولاً خلیفہ کریں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود سے بڑھکر کس کے اعمال

صالحہ ہو سکتے ہیں۔ ہمیں مسٹر سلطان احمد صاحب سے غرض نہیں میاں صاحب کو حضور اقدس نے اپنی دعاؤں میں شامل کیا۔ یہی حقیقی حقدار ہیں۔ باقی ان کے بعد اور اسکے بزرگ سے بزرگ احمدی کو خلافت اعظم کے دعویدار ہونیسے یہی خیال باز رکھیگا۔ اب یہ کہا جاوے کہ حضور کی اولاد کوئی اور وحی پا جو الا خلیفہ ہوگا × × × × × × × ہو گا۔ ضرور ہوگا۔ خدا ہم کو اور ہماری اولاد کو اس کی حمایت میں آواز بلند کرنیکی توفیق دے آمین لیکن اے انصار اللہ کو جلد باز کہنے والے بزرگوار۔ اب ہمیں کونسا حق حاصل ہے۔ کہ حضور میاں صاحب کو خلافت اعظم سے محروم کیا جاوے۔ جبتک کوئی بیباک بزرگ خاکم بدہن حضور میاں صاحب کو شرعی طریق پر ناقص ثبوت نہ دے۔ توبہ

**توبہ توبہ!**

ان فروعی اختلافات کا پیش کرنا رعونت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اخبار کی تحریر بیباقی سے پر ہے۔ اشارۃً چند جملے جنکو پڑھکر مجھے رقت ہوگئی۔ نوٹ کرتا ہوں۔

۱۔ بیعت کی ہم احمدیوں کو ضرورت نہیں۔

۲۔ ان ان شرطوں پر امام مان سکتے ہیں۔

۳۔ تمام انجمنیں ترسیل زر سے باز رہیں۔ جب تک فیصلہ نہ ہو۔

**جملہ نمبر ۳ علاوہ بیباکی کے ایک ناپاک خیال دلمیں** پیدا کرتا ہے۔ میں زیادہ لکھنے سے خائف ہوں۔ دین کا معاملہ ہے۔ خدا سے استغفار طلب کرنا ہمارے مولا کا ارشاد ہے۔ آخر میں میں نہایت ادب سے اپنے بزرگوار اصحاب سے معافی چاہتا ہوں۔ مبادا جوش میں میری تحریر کو فتنہ پر محمول فرماویں۔ خدا نیت کو خوب جانتا ہے وہ عالم الغیب ہے میں سادہ لوح احمدی ہوں معاف کردیں اور دعائے خیر سے یاد کریں۔

(حضور کے خادموں کا خادم۔ ادنا خادم۔ باصبر خادم خاکسار محمد حسن آسان احمدی دہلوی) ۲۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

---

## پیغام ذریت اور شوری

فان کنت بالشوریٰ ملکت امورھم
فکیف بھذا والمشیرون غیب
وان کنت بالقربیٰ حججت خصیمھم
فغیرک اولیٰ بالنبی واقرب

مندرجہ بالا ہر دو شعر اہل تشیع کی کتابوں میں طعن در خلافت کی بنا پر حضرت امیر المومنین عثمان رضی کے حق میں درج ہیں۔ آج کل پیغام صلح لاہور جو پیغام جنگ نہیں بلکہ مصداق مرد الاحیاء کا ایکٹ کر رہا ہے اور جنگی لباس میں فل ڈریس ہو کر نکلتا ہے۔ ان ہر دو آیات کی شرح و تفسیر کا کام بھی لیکر نکلتا ہے۔ سچ ہے چشم زدن میں راہرو کا منہ ریزے نشر کہ ہو جاتا ہے اور منزل بچا ہے زیادہ دور ہو گیا بڑھنے لگ جاتی ہے اور ذالک ھو الضلال البعید ط

کا اندازہ سامنے آجاتا ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی + کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کے پرچہ میں یہ ناہموار نویس لکھتا ہے: کہ (صرف لفظ ذرّیت کی موہوم بنا پر جو سب جماعت پر استعمال ہو سکتا ہے ایک شخص کو بغیر شوری اور ان لوگوں کے آرا لینے کے × × × × × × × × × × صرف ان چند لوگوں کی مرضی سے جن کو حسن ظن انسان ہونے کی وجہ سے غلطی میں ڈالا گیا ہو ایک ایسی قوم کا لیڈر بنا دیا جاوے جس نے ساری دنیا سے مذہبی جنگ ٹھان رکھی ہے) جن لفظوں پر نشان دیئے گئے ہیں وہ راقم کی قابلیت پر گواہ ہیں۔ لفظ ذریت کا معنے لغت میں (فرزندان) ہے۔ لفظ کو اپنے حقیقی معنے سے پھیر لینے کیلئے اور مجازی معنے لینے کیلئے ہر شخص کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا ہاں جب حقیقی معنے لینے سے محذور لازم آتا ہو۔ اور قرینہ قایم ہو تب غیر حقیقی معنے لئے جا سکتے ہیں۔ اور اگر مجاز کی قسم سے کنایۃً استعمال ہو تو بھی اولاد کا حصہ زایل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ دوہرا ہو جاتا ہے۔ پس ذرّیت کے لفظ کو جولفظاً موجود ہے بلا ضرورت و قرینہ حقیقت سے پھیرنا راقم کی خوش فہمی ہے ؟ یا انکار اور عناد کے باعث النغزیون یتشبث بالحشیش کیطرح بیہودہ حرکت ہے ؟۔

الوصیّت کی اصل عبارت یوں ہے (میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قایم کرونگا) اگر اس لفظ کا مفہوم عام لیا جاوے۔ تو سرے سے اس لفظ کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور مطلب پورا ہو جاتا ہے دیکھو (میں تیری جماعت کیلئے ایک شخص کو قایم کرونگا) صاف ظاہر ہے کہ قایم ہونیوالا شخص جماعت اور متبعین میں سے ہوگا۔ یہاں کسیکو بھی یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ قایم ہونیوالا شخص مخالفین میں سے ہوگا۔ جس کے دفع کیلئے ذریت کا لفظ عام معنوں میں آیا ہو۔ بلکہ یہ حقیقی معنے سے تخصیص کا فایدہ دیتا ہے۔ ورنہ ضایع جاتا ہے لفظ ذریت کے معنے جماعت کرکے اپنے اوپر چسپاں کر لینے سے یا اپنے مخالفوں پر چسپاں کرنے سے مندرجہ عنوان بیت ثانی الابیات کر تشیید مطاعن کر رہے ہیں اور باطل کی تائید فرما رہے ہیں افسوس!

اور بغیر شوری اور چند لوگوں کی مرضی سے" جو تحریر فرمایا ہے۔ صرف نادانی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ بغض و عناد کے باعث دیوانگی ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں متضاد ہیں۔ چند لوگوں کی مرضی سے ہوا تو انعقاد شوری تو ہو گیا بغیر شوری کیسے لکھا۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ بعض ارباب حل و عقد کا اتفاق نہ تھا تو وہ تو سرے سے متخلف ہی نہ تھے۔ بلکہ خلافت کے خلاف تھے۔ جو لوگ قیام خلافت کے مستدعی تھے ان کا تو اتفاق ہو گیا۔ بغیر شوری کس طرح ہوا۔ بہر حال بغیر شوری ہی کا انکر اس نے پہلے بیعت کا پارٹ لیا ہے مع شیئ زاید کیونکہ پہلے شوری کے منکر و مخالف تو شوری میں شک رکھتے تھے

اور میرے سے بغیر شوری کے فریاد کر رہے ہیں:-

"آفرین شاگرد رفتہ باوستاد میرسد" تو سنتے تھے۔ آپ تو اُستاد سے بھی بڑھ گئے۔ متخلفین موجود تو تھے مگر خلافت کو منہدم نہ کر سکے کیونکہ اس حالت میں انکا عدم وجود برابر تھا۔ اس لئے مصرعہ ہے:

فکیف بھم [illegible] المشیرون عنیب

صحیح ہو رہا ہے۔ اگر پیلو پہلے کے مطاعن درست و صحیح ہیں تو یہ بھی درست ہے ورنہ اے پیغام تیرہ ہزار افسوس ہے حسن ظن لوگوں کا ہمیشہ شاق گذرتا ہے بدظن لوگوں کے اجتماع کو جائز شوری کہا جا سکتا ہے؟ اور فتح ہو کہ امام علیہ السلام کے متبع تو صرف امام کو مستی اور ذریت نہیں ہیں۔ بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام کے بمقتضائے (شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسی وعیسی (الخ) کے اور خصوصیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذریت بھی ہیں اور الوصیت میں تیری بھی ذریت سے ہی جس کے معنے [illegible] نہیں ہو سکتے۔ آپ لکھتے ہیں اور زیر عنوان (ہم ایک نبی کے سلسلے کے ممبر ہیں) لکھتے ہیں ہم میں سے کسی کو حق حاصل نہیں ہے کہ ہم میں سے بڑا بنکر بیٹھ جاوے ہم کسی کو بڑا نہیں مان سکتے) آفرین کیا یہ نبی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ یا استکبار اور عناد کا؟ قال اللہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک ھو الفضل الکبیر۔ وقال تعالیٰ انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض وللاخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا۔ وقال تعالیٰ وکنتم ازواجا ثلثۃ۔ بغیر نبوت نے نشیب فراز سب برابر کردیا ہے۔ نبیوں میں بھی باوجود وحی وتائید کے مراتب کا فرق ہے قال تعالیٰ فضلنا بعض النبیین علی بعض الآیۃ۔ تم نے خلیفہ اول کو کیوں مان لیا۔ وہاں حضرت امام کی شہادت تھی۔ تو یہاں بھی تو ہے۔ مگر تمہارے دل سے ادب اٹھ گیا ہے۔ اب تمہارے سامنے سب چٹیل میدان ہے ع

وہ صحرا دید از خانہ جو دیوار نماند۔ قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین۔ فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینت فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم۔ خلیفہ کیطرف بنظر حقارت دیکھنے سے [illegible] گیا ہے او پیغام تو آدم کی اولاد [illegible] لعنت سے [illegible] پھیلا رہا ہے اس کا بوجھ تیری گردن پر ہے۔ تو کیا پیارا پیغام اب تو [illegible] کی پڑیا ہو کر نکلتا ہے۔ افسوس! تم ساری دنیا سے صلح کرنے کیلئے گھر میں بلا دریغ جنگ شروع کر دی ہے۔ تو تائب ہو اور نادم ہو جا یہ مشتی نمونہ سمجھکر تم کو معاف کر دیا جائیگا۔ ورنہ فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم۔ تم نے لکھا ہے کہ (مسیح موعود میں اور اس کے مریدوں میں وحی الہی وتائید الہی کا فرق تھا)

یہ وحی تو ہمارے اور مخالفین کے درمیان مابہ النزاع ہے۔ گویا تم دشمنوں کو مبارک دے رہے ہو اور تائید تو کبھی بند ہی نہیں ہوگی اور نہ ہو گی قال اللہ تعالیٰ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون وقال تعالیٰ فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین۔ جتنا خلاف واختلاف امتہ احمدیہ میں پھیل رہا ہے۔ او پیغام یہ سب مخلفین کی اور تمہاری گردن پر ہے فقط

(خاکسار غلام احمد اختر اوچ)

# تقریر احسن

وہ خطبہ جو حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے جمعہ کے روز مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء مسجد احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھا (ایڈیٹر)

اول آپ نے خطبہ ماثورہ مندرجہ احادیث پڑھا۔ بعدہ درود شریف صلوۃ تنجینا کے وسیلہ سے بہت دعا کی ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ پھر اعوذ پڑھکر یہ آیت پڑھی والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما التنھم من عملھم من شیء۔ پھر فرمایا:-

ایھا الاحباب یہ خاکسار۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی عیادت کی تقریب میں وطن سے چلا تھا۔ اور دوسرے تیسرے روز میرا واپس جانیکا ارادہ تھا۔ میری عمر کا گویا کل حصہ گذر چکا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ کی عمر سے دو سال زیادہ ہی ہے اور قوائے بالکل کمزور ہو چکے ہیں۔ اس وقت میں اس آیت کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ہمارے اصحاب کو اسبات کا غور کرنا چاہیئے کہ ایک حدیث جو مسند امام احمدؒ کی حدیث ہے بیہقی نے بھی دلایل النبوۃ میں لکھی ہے وہ ہم سب کیلئے موجب فخر ہے اور اس کی عزت بفضل تعالیٰ واخرین منھم لما یلحقوا بھم پر علاوہ ہے۔ یہ حدیث اس جماعت کیلئے ہی لکھی گئی ہے اور غالبا آجتک ہمارے رسالوں میں یہ حدیث نہیں لکھی گئی اور غالبا آپ لوگوں نے سنی بھی نہیں ہوگی۔ اس کا فخر ہماری جماعت کو ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اور حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فیکون ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ ثم یکون ملکا جبریۃ فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ثم سکت رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوۃ شریف باب الانذار

والنحل یرصہ۔ بین السطور میں لکھا ہے الظاھر ان المراد بہ زمن عیسی والمھدی۔

اولاً یہ سمجھنا چاہیئے کہ زمانہ دَوری ہے جسطرح جسمانیات میں دَورہ ہوتا ہے اسی طرح روحانیات میں بھی دورہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ رات دن کا دورہ ہے دن جاتا ہے تو رات آتی ہے۔ پھر رات دن میں پانچ دورے نماز کے ہوتے ہیں۔ صبح۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء پھر صبح کا وقت آتا ہے۔ اور پھر رات کا وقت آتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دَورہ ہفتہ میں ہوتا ہے جو جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ کیسا متبرک دن ہوتا ہے میں اسکی خوبیاں کہاں تک بیان کروں۔ پھر ایک دَورہ سال بھر میں آتا ہے وہ حج کا دورہ ہوتا ہے۔ یہ دورے آتے ہیں اور کیسے کیسے متبرک اوقات آتے ہیں۔ اس ہی بنا پر لیلۃ القدر کا دورہ ہے انا انزلنہ فی لیلۃ القدر۔ دیکھو شب قدر کا دورہ بھی ہوتا ہے اور کیسے برکات وافضال الہی اس رات میں نازل ہوتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر ان سب زمانوں کی شکل ایک ہی ہے۔ لیکن وہ دن یا رات ایسے ہوتے ہیں کہ قطع نظر عام صورت زمانہ کے ان دنوں اور اوقات میں اتنے افضال الہی نازل ہوتے ہیں کہ انکی قدر اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ کو ہی معلوم ہوتی ہے لیکن ظاہرہ صورت میں ان دَوروں میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا۔ جمعہ کا دن بھی سب دنوں کیطرح ہوتا ہے مگر اپنی خوبیوں کے لحاظ سے اسمیں کتنا فرق اور تفاوت ہوتا ہے۔ شب قدر کا جو دَورہ ہوتا ہے۔ جسکے متعلق انا انزلنہ فی لیلۃ القدر کی آیت کریمہ وارد ہے اسکی نسبت فرمایا گیا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر۔ تو اس طرح روحانیات میں دورہ ہوتا رہتا ہے اسی طرح جسمانیات میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً موسم برسات کو دیکھو کہ نباتات اور طرح طرح کی سبزیاں کیسی کیسی عجائب وغرائب پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو جسمانی اور روحانی دورے اگرچہ ایک شکل رکھتے ہیں۔ مگر مدارج میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قرآن کریم میں دیکھو حضرت ابراہیم دعا فرماتے ہیں:-

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اولیاء اور مقربین کو انکی نسل سے عرب اور دنیا میں بھیجا یہ نہیں کہ آپکے بعد مقربین کا سلسلہ بند ہو گیا ہو بلکہ بڑے بڑے انبیاء دنیا میں آئے۔ پھر اس کے بعد شرک عظیم پیدا ہوا اور بالآخر اس کے دفعیہ کیلئے ہمارے سید خاتم النبیین کی بعثت کا وقت آیا۔

تو یہ روحانی دورے تھے۔ اس حدیث مذکورہ میں پانچ بڑے بڑے دوروں کا ذکر ہے۔ جو امت محمدیہ میں ہونے والے تھے۔ الحاصل جبکہ دورہ شرک پھیل گیا

اور خود کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے گئے۔ اس وقت نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اوّلیں دورہ مندرجہ حدیث مذکورہ یہ ہے کہ اول تو تمہارے درمیان نبوت کا دور ہے چنانچہ جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم رہے وہ دورہ قایم رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے وصال کے بعد دورہ خلافت نبویہ شروع کیا۔ اس کے بعد جسکی نسبت ارشاد فرمایا کہ دوسرا دور خلافت نبوت کا ہوگا۔ یہ خلافت منہاج نبوت کے مطابق ہوگی جب تک اللہ چاہے یہ دور خلافت رکھیگا۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ خلافت نبوت تیس برس تک رہی۔ اور پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے بعد ایک دور آئیگا کہ بادشاہت گزندہ ہوگی اور لوگوں کو گزند پہونچیگا۔ اور ایک نقصان عظیم ہوگا۔ پھر فرمایا۔ کہ چوتھا دورہ بادشاہت جبریہ کا ہوگا۔ یعنے جبر ہوگا۔ تو یہ چار دورے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے بالآخر جس کے بعد سکوت فرمایا۔ وہ ہمارا ہی زمانہ ہے۔ جس کے متعلق اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ:-

ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکر ایک تو آپ کا دورہ نبوت ہوا۔ اور دوسرا آپ کی خلافت کا دورہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نبی کا لفظ صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔ میں ان کو کلی نبی یعنے شارع نبی نہیں کہتا۔ بلکہ ظلی کہتا ہوں۔ اصل نبی تو آپکے مقتدا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے:-

دگر استاد را نامے ندانم + کہ خواندم در دبستان محمدؐ

یک قلم دوری ازاں عالیجناب + نزد ما کفر است و خسران تباب

اب ظل کو ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی اصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ آپ کے ظل میں اصل سے کچھ فرق ہے۔ ظل اور اصل میں کچھ فرق تو مسلم ہے اور ساتھ ہی ایک سر مو فرق نہیں ہوتا ہے۔ آئینہ میں اصل سے عکس پیدا ہوتا ہے۔ اگر اصل کو ہٹا لیا جاوے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ پس جب اصل کی کوئی کامل طاعت کرتا ہے۔ تو وہ ظل ہو سکتا ہے۔ اگر اصل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں پس اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا آئینہ میں اصل اور عکس کا۔ پس اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ پانچواں دور خلافت علے منہاج النبوۃ کا ہوگا۔ یعنے مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یہ دور شروع ہوگا۔ چنانچہ مسیح موعود آئے اور شرک عیسوی وغیرہ کے فسادوں کو دور کیا۔ آخر حدیث میں راوی کہتا ہے کہ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اگرچہ اس حدیث کو حضرت عمر بن عبد العزیز پر بعض علماء نے لگایا ہے۔ مگر محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ حدیث مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے متعلق ہے۔ پس اسوقت جو پانچواں دور ہے۔ جس میں ہماری تمام جماعت کو واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی آیت کریمہ کا فخر بھی حاصل ہے۔ وجاعل

منہاج النبوۃ ہے۔ حاضرین میں سے اکثروں نے حضرت مسیح موعود کی صحبت سے فایدہ اٹھایا ہوا ہے۔ اور دین متین کیلئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ تو چونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر حدیث میں سکوت اختیار کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اور دورہ ہوتا تو آپ فرما دیتے۔ مگر چونکہ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اس لئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب آخری وقت ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ پھر دوسری جگہ الہاماً ارشاد ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ پس دیکھو جیسے رسالت نبی کریم نے تمام عالم کو گھیر لیا ہے اور زمانہ قیامت کو بھی گھیر لیا۔ کیونکہ آپ میں تمام کمالات نبوت جمع تھے۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی مستقل شریعت والا نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے قدرت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی غلام احمدؐ ہی رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے۔ پھر میں مکرر کہتا ہوں۔ کہ جسطرح رسالت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام عالم کو گھیر لیا اور زمانہ کو بھی لیا یعنی زمانہ کو قیامت تک گھیر لیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو علے منہاج النبوۃ مبعوث ہوئے تھے۔ تمام عالم کو اور زمانہ قیامت تک کو گھیر لیا۔ اب بتاؤ کہ کونسا زمانہ اور مکان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مسیح موعود کی خلافت عامہ سے باہر رہا۔ پس اس زمانہ خلافت عامہ میں دو خلیفوں کا ہونا قیامت تک کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کلا وحاشا۔

آیت مذکورہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ میں ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ اس وقت قلمرو سرکاری میں تمام دنیا ہے اگر کوئی اسلامی سلطنت ہو تو اس میں بھی برٹش گورنمنٹ حکومت کر رہی ہے۔ غرضیکہ تمام جگہ سلطنت عیسائیوں کا قبضہ اور حکومت ہے۔ کیونکہ اکثر کے لئے کل کا ہی حکم ہوتا ہے۔ پس اس پر ایک سوال وارد ہوتا ہے جو عیسائی صاحبان پیش کیا کرتے تھے کہ دیکھو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ متبعین عیسے علیہ السلام تمام دوسرے لوگوں پر غالب ہوں گے۔ و عیسائی لوگ اکثر دنیا پر حکومت کر رہے ہیں؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے حقیقی طور پر مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دیا کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اس کی جماعت مراد ہے۔ کیونکہ تم حقیقی متبع نہیں ہو۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کے متبع حقیقی متبع ہیں۔ اس آیت پر علماء نے بڑے بڑے رسالے لکھے ہیں۔ مگر اس کی شرح سے کوئی بھی اس حقیقت آیت کریمہ پر نہیں پہونچا بجز ہماری جماعت کے جو مصداق معنوں اسی آیت کے ہے۔ کس قدر ہم کو باتباع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ فضیلت حاصل ہو گئی ہے اور بموجب حدیث مذکور کے اس دورہ نبوت پانچویں میں فضیلت خلافت علے منہاج النبوۃ کی ہی حاصل ہے مگر مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات نے ہی اس کو حل کیا۔ تو یہ کسقدر ہماری جماعت کیلئے فخر کا مقام ہے۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بطفیل مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعتراض عیسائیوں سے بچا لیا۔ پس الہام وجاعل الذین

اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے ہماری جماعت کو کسقدر فضیلت حاصل ہوئی۔ جسکا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ فوقیت یہی ہے کہ

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اللہ تعالیٰ کے قربان جایئے کہ عیسائیوں کا جو دعوےٰ اور اعتراض تھا مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے اچھی طرح رد کر دیا۔ اور حدیث ادھر یہ کہہ رہی ہے کہ یہ دورہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ہے یہ اس پر علاوہ فضیلت حاصل ہے ذرا ہمارے احباب کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ دورہ خلافت جو علیٰ منہاج النبوۃ پانچواں دورہ قایم ہوا ہے یہ خلافت عامہ ہے کہ تمام عالم کو قیامت تک شامل ہے اور ان کو چاہیئے کہ تقویٰ سے کام لیں۔ اور اس خلافت عامہ علیٰ منہاج النبوۃ کو قایم رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر شیخ رحمۃ اللہ یا ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب وغیرہ خلیفہ ہوتے تو ہم ان سے بھی بیعت کر لیتے۔

اس وقت ہم نے ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کی ہے جس کے فضایل الہامات میں بھی مذکور ہیں اور اس کے آثار فضل اور اعمال صالحہ بموجب الہامات کے مشاہدہ کر رہے ہیں اور ان خلافتوں کے دورے تو قیامت تک ضرور رہیں گے مگر نہیں معلوم کہ کب تک علیٰ منہاج النبوۃ ہوں گے یا درمیان میں فترت پڑ جائیگی اور اب تو پیشگوئی مندرجہ حدیث مذکورہ واقعہ ہی ہوئی ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس بات پر خوب غور کریں اور خلافت عامہ علیٰ منہاج النبوۃ کو قایم رکھنے کی کوشش کریں نہ یہ کہ تفرقہ انداز ہو کر سواد خواہ ہوں

اس کے بعد مولانا موصوف نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج میرے مکان قیام پر یہ پیغام لیکر صبح کے وقت چند آدمی پہونچے تھے کہ آج اگر آپ خطبہ پڑہیں تو مسئلہ متنازعہ خلافت کا ذکر ہرگز نہ کریں۔ کیونکہ اس میں فساد ہو جائیگا۔ میں نے جواب دیا تھا کہ مجکو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مشروط خطبہ کیلئے مجبور نہیں کیا نہ کبھی حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ایسی ہدایت کی۔ میں مشروط خطبے کسی کی فرمایش سے ہرگز ہرگز نہیں پڑھ سکتا۔ کیا میں بھیڑیا ہوں کہ تم مجھ سے ڈر رہے ہو۔ میں تو وہ ہوں کہ

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

اور میں تو اس لئے آیا تھا تا کہ آپ لوگوں کی زیارت ہو جائے اور کتاب و سنت اور الہامات کی تبلیغ کر دیجاوے۔

اس مضمون کا نصف حصہ جو باقی ہے دوسرے جلسہ میں بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

## (ا) ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی دانت درد کی دوا

لگاتے ہی درد کو مٹاتی ہے رونے کو ہنساتی ہے ایک باریک و مضبوط تنکے یا پنسل کے سرے پر روئی لپیٹ کر اسے اس دوا میں ڈبو کے ہلکے درد کے مقام پر لگایئے اور اگر دانت کی جڑ میں درد ہو تو ذرا سی روئی ڈبو کے اس میں بھر دیں فوراً درد بند ہوتا ہے۔ قیمت ۳ر محصول ڈاک ایک سے ۸ شیشی تک چھ آنہ

## کان بہنے کی دوا

کان بہنا یعنی کان کے اندر زخم ہو جانے سے پیپ کا آنا چاہے نیا ہو یا پرانا۔ یہ دوا نہایت مفید ہے اس کے استعمال کے پہلے کان کے اندر صاف کرنا چاہیئے بعدہٗ دوا دیا جاوے۔ قیمت ۳ر فی شیشی۔
پچکاری کی قیمت ۳ر محصول ہر دو چیز ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

[illegible]

---

**مفت** **مفت**

مندرجہ ذیل کتب میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھکر

**مفت**

منگوا کر واقفیت حاصل کریں۔ آپ ان کو دیکھکر خوش ہوں گے۔

**رسالہ امرت** جسکے اندر دنیا میں نئی ایجاد تقریباً کل امراض کا ایک ہی علاج مشہور و معروف اور عجیب دوائی **امرت دھارا رجسٹرڈ** جو سرکاری رجسٹری ہو چکی ہے مفصل بیان ہے آپ کے دیکھنے کے قابل ہے کہ کسطرح ایک ہی دوائی اتنے فائدے کر سکتی ہے دھوکہ سے بچو امرت دھارا کا نسخہ سوائے پنڈت جی کے کوئی نہیں جانتا۔

**رسالہ امراض مخصوصہ مردان** :۔ مردوں کے خفیہ امراض کے اسباب و علامات اور علاج آجکل کیا مکمل فوٹو ٹیڑ ہے اسے تعلق رکھتا ہے گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر نہال ہو کے کرتے ہیں۔ کاش کہ ہم اس کو اول ہی دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بھی مفت ہے۔

**فہرست ادویات دیش اپکارک و امرت دھارا و شدھالیہ** یہ فہرست ادویات کے نام اور ان کے صرف ضروری مختصر اوصاف بتلاتی ہے ساتھ کے اندر طبی کتب مصنفہ شریان کوی ونود پنڈت ٹھاکر دت شرما وید موجد امرت دھارا و ایڈیٹر اردو ہندی دیش اپکارک کی فہرست بھی موجود ہے۔ یہ رسالہ بھی مفت۔

**طبی اخبار دیش اپکارک** ۔ اردو میں ہفتہ وار۔ اور ہندی میں پندرہ روزہ ہے ہندوستان بھر میں کوئی طبی اخبار سوائے اس کے نہیں ہے۔

جسکو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہے۔ وہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بن جاتے ہیں۔ نمونہ مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپیہ (سے ششماہی عہ سہ ماہی ۱۲ ار ہندی کی سالانہ قیمت ۲ر

**نوٹ** ۔ ایجنٹ بننے میں بڑا فائدہ ہے لائق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

**خط و کتابت اور تار کا پتہ اتنا کافی ہے (امرت دھارا لاہور)**

---

## بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اسکے دودھ میں چند قطرے ملا کر دیں سے بچے میں بڑا فرق ہوتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیوفیچرنگ کمسٹس لنڈن

---

## سچائی کا جھنڈا

اشتہار و نگی گرم بازاری مضموں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا۔ ہم یہ ہے۔ مفت دوا نہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ پہلا اس میں بھی دھوکا ہے **معجون طلسمی** قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ عام طور پر شکایت ہو رہی ہے بچنے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال تمام متعلقہ قوائے تناسل نور ارح ہستم میں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ تعالےٰ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگایئے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ (عہ) طلائی طلسمی پرانہ سالی کیوجہ سے اور جوانی کی غلطکاریوں سے جو امر لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں انشاءاللہ وہ ضرور ہی اس کو مفید پائیں گے قیمت فی تولہ عہ

**سرمہ سلیمانی** ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸

**سنون دندان** :۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرنے والا قیمت فی بکس ۳ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

32

# احمدی قوم اور اسکے جذبات کی توہین و تحقیر

نہایت افسوس اور سوگواری کے ساتھ مجھے اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے کہ میں احمدی قوم کے جذبات کی ناجائز تحقیر اور توہین کے سوال کو قوم کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہوں۔

ہر چند مجھے افسوس ہے کہ میں اس فرض کے ادا کرنے میں اپنے دوستوں کو (جو پہلے ہی سے میری صاف گوئی کیوجہ سے ناراض ہیں) اور ناراض کرونگا۔ مگر میں حق کے بیان کرنے میں آج تک جب میں ملامت و ملامت کا نشانہ رہا ہوں تو اب کوئی چیز مجھے اس سے روک نہیں سکتی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات پر عملی طور پر احمدی جماعت کے دو گروہ ہو گئے۔ اس تفرقہ کا موجب کون شخص ہوا ہے۔ میں صاف اور کھلے الفاظ میں کہتا ہوں۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند دوست۔ خواہ وہ اس تفرقہ کیلئے صداقت و حق کی تائید کو عذر میں پیش کریں یا دوسروں کے خیال میں صداقت اور حق کا مخالف کہا جاوے۔ مگر ایک بات ظاہر ہے۔ جماعت کا اجماع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد حضرت حکیم الامۃ کی موجودگی میں ایک خلیفہ کے تقرر پر ہوا۔ اور انجمن نے رسالہ الوصیت میں جب شایع ہوا اسے خلیفہ اول کے نام سے شایع کیا اگر آئیندہ خلفاء کا سلسلہ منقطع ہوتا تو خلیفۃ المسیح اور خلیفہ اول کہنا بے سود ہوتا۔ جو دلایل آج پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ اس وقت بھی موجود تھے۔ اس رسالہ تعامل اور تواتر کے خلاف آج جو شخص کوئی بات جدید پیش کرتا ہے لازماً وہ قوم میں تفرقہ کا بانی کہلائیگا۔ بہرحال اس سوال سے قطع نظر مجھے جس امر نے مجبور کیا کہ میں ان بزرگان کے ایک فعل پر قوم کو توجہ دلاؤں وہ یہ ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لاہور کی پیغام کے ذریعہ بار بار **قومی جذبات اور قومی عزت کی تحقیر اور توہین** کیوں کی جاتی ہے۔

جن لوگوں نے حضرت امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور جو اب تک کرتے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان میں خاندان نبوت کے ممبر۔ خاندان خلافت کے ممبر۔ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر۔ علماء۔ گریجویٹ گورنمنٹ عہدہ دار اور تاجر۔ زمیندار۔ اخبار نویس۔ ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگ داخل ہیں۔ مگر لاہور ہی کا مخصوص پیغام برابر یہی کہتا جاتا ہے کہ یہ اہل الرائے لوگ نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔ اگر چند اپنے ہم خیال ہی اس کے زیر نظر ہیں تو کیوں قوم کے طبقہ عظیم کی ہتک اور توہین کی جاتی ہے۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہی ہیں کہ یہ جہلا کا گروہ ہے یہ پیر پرستوں کا گروہ ہے۔ جنہوں نے ایمان بیچ دیا ہے۔ اور ان میں کوئی علمی ترقی کی امنگ باقی نہیں۔ اور یہ محض بھیڑ چال ہے۔ اور ان لوگوں نے گویا نہ حضرت مسیح موعود اور نہ خلیفۃ المسیح کی بیعت نفس زندگی کو دیکھا ہے۔

یہ جماعت کے سرگروہ اور اہل الرائے لوگ نہیں۔ زمیندار اور جٹ ہیں۔ اس قسم کے الفاظ کا استعمال بتاتا ہے کہ ان لوگوں کی نظر میں بہ حیثیت مجموعی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اس سے تو ان پاکباز لوگوں کو خوش ہونا چاہیئے کہ انہیں بھی انہی خطابات سے یاد کیا گیا۔ جسطرح پہلے راستبازوں کی جماعتوں کو کہا گیا۔ جیسے نوح کے مخالف کہتے ہیں اراذلنا بادی الرای قرآن میں اسکی مثالیں موجود ہیں ایک شخص ایسی حالت میں جبکہ وہ اپنے خیالات چھاپ کر شایع کر چکا ہے اور خلافت کے قایم ہونے سے پہلے بذریعہ تقریر بتا چکا ہے۔ اور پھر اگر قوم کا کوئی فرد یا جماعت مجموعی اس کی بات نہ سننا چاہے یا فرض کرو رد کر دے تو اس کی توہین و بے حرمتی کے شور سے تو آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے مگر یہ مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حق ان بزرگواروں کو کہاں سے پیدا ہو گیا کہ وہ ساری قوم کی توہین کریں۔ اور نعوذ باللہ انہیں بے وقوف اور جاہل قرار دیں کیونکہ انہیں تو انہیں تو اہل الرائے سمجھا نہیں جاتا۔ اور ان کے ایک پاک فعل کو بھیڑ چال کہا جاتا ہے۔ جیسے نعوذ باللہ گوہ کھاتا ہوتے ہیں۔ ان تہذیب و شائستگی کے مدعیوں سے پوچھنے کا قوم کو یہ حق ہے کہ وہ کس خطا اور جرم پر انہیں ایسا کہتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ قوم کی اس ہتک کو کیوں گوارا کیا جاوے انفرادی طور پر وہ کسی شخص کو اپنے رنج و غصہ کی وجہ سے جو چاہیں کہہ لیں مگر قومی رنگ میں اسکی اس طرح پر توہین کرنا دانشمندی نہیں۔

جن لوگوں کو آج کہا جاتا ہے کہ وہ اہل الرائے نہیں وہ زمیندار اور جٹ ہیں وغیرہ وغیرہ کیا یہی وہ پاک جماعت نہیں جنہوں نے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو قبول کر کے اپنی دانش اور فراست کا ثبوت دیا۔ ان میں کا ایک ایک وجود خدا تعالے کے مرسل کا نشان اور آیتہ ہے اور اس کے صدق دعوی کی دلیل ہے پھر تم کیوں ان سے استہزا کرتے اور انہیں ٹھٹھوں میں اڑاتے ہو۔ تمہاری تحریں میں حیثیت الافراد قوم انہیں کیا پتہ دا۔ دا السبتہ میں جو مالی قربانیاں اخلاص کے ساتھ ان زمینداروں نے کی ہیں۔ اور تمہارے خیال کے موافق غیر اہل الرائے لوگوں نے کی ہیں۔ تم لوگ وہ نہیں کیں یہ امر واقعی ہے اور اس موازنہ میں آوگے تو ہلکے ثابت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ ان غربا پر فخر کیا اور ان کو اپنی جماعت کے قابل قدر افراد ٹھہرایا یہی وہ لوگ ہیں جنکا ذکر حدیث نبوی میں ہے کہ دین غریبوں سے پیدا ہوا۔ اور پھر آخری زمانہ میں غریبوں ہی کی طرف لوٹے گا۔ قرآن کریم میں ماموروں کے رفقاء کی شان غریبوں کے رنگ میں دکھائی گئی ہے۔ اور تاریخ اس کی گواہ ہے۔ اکابر کیلئے تو اکابر مجرمہا ہی ہے۔

میں تو ان غربا ان زمینداروں ان جاٹوں ان تعلیم اور غیر اہل الرائے لوگوں پر ساری دولتیں ساری عزتیں اور سارے علوم اور تمہاری ساری دانشیں قربان کرتا ہوں اس لئے کہ وہ خدا کے حضور راستباز اور قابل عزت ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا ہے العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین جمیعا اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یہ ڈگریاں تعلیمی تم مجھلے خدا تعالے کے حضور وقعت اور عزت نہیں رکھتے اگر وہ آیات اللہ کی تضحیک اور استہزا کا ذریعہ ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے:

> علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست
> ایں علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

پس اگر چہ تم کو اپنی ڈگریوں پر ناز اور اپنی خدمات پر فخر ہو مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ قومی جذبات کی تحقیر کی جاوے اور ساری کی ساری قوم کو نعوذ باللہ الو قرار دیا جاوے اور ان کے ایمان کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیدیا جاوے اس لئے کہ تم انہیں جاہل اور غیر اہل الرائے قرار دیتے ہو ہوش کرو۔ احمدی قوم اگرچہ ان باتوں پر صبر کرتی ہے۔ اور یہ کہکر:

> اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار
> کاخر کنند دعوے حب پیمبرم

اسوقت تک خاموش ہے۔ مگر صبر کی کوئی حد ہوتی ہے اور ضبط کا کوئی انتہائی درجہ۔ پبلک رائے کی یہ بے عزتی گوارا نہیں کی جا سکتی۔ اسلئے احمدی قوم کو اپنی طرز عمل سے بتا دینا چاہیئے کہ پیغام کی اس قسم کی تحریروں سے وہ قطعی بیزار ہے اور یہ بیزاری اس کے عمل سے ثابت ہونی چاہیئے۔ جب تک وہ اپنی اصلاح نہ کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی جماعت کے غربا پر فخر کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اس امر کو آپ کی سچائی کی دلیل پیش کیا۔ مگر آج منکرین خلافت جنکی قوم عزت و تکریم کرتی رہی ہے۔ اس تکریم اور عزت کا یہ بدلہ دے رہے ہیں۔ کہ انہیں بھیڑ چال کے مصداق قرار دے رہے ہیں۔ اور جاہلوں اور جاٹوں کا مجمع قرار دیا جاتا ہے۔ افسوس! آہ صد آہ!

ایک طرف تو قومی ہمدردی و مساوات و اخوت کا وعظ کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اپنے عمل سے ثابت کیا جاتا ہے کہ یہ افراد قوم گویا قوم کا کوئی معتد بہ حصہ ہی نہیں۔ وہ اگر کوئی کام کریں اور وہ بھی دین اور سلسلہ کی خدمت و عظمت کا وہ بھی قابل پذیرائی نہیں۔ میں احمدی قوم کو پیغام اور اس کے حامیوں کے اس طرز عمل پر بیدار کرنے سے نہیں رک سکتا۔

میرے دوستو! یاد رکھو الحکم اپنے اصول کو چھوڑ نہیں سکتا۔ آجتک اس نے صداقت کی تائید کی ہے اور وہ صدق کا موضوع لیکر شایع ہوا تھا۔ وہ سلسلہ کا خادم ہے اور سلسلہ کے بانی اور اس کے جانشین کی آواز کے نیچے تو اس کی آواز دب سکتی ہے ورنہ قومی جذبات اور محسوسات کے اظہار میں کسی خوف سے رک نہیں سکتا۔ وہ شخصی اور ذاتی بحثوں کو پسند نہیں کرتا۔ اب بھی انجمن اگر وہ ایسا کام کرے گی جو سلسلہ کیلئے اسکی دانست میں غیر مفید ہو وہ پہلا ہوگا جو اس کے خلاف آواز اٹھائیگا۔ اور سوائے خلافت کی طاقت کے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اور انجمن سے مراد کبھی میری نظر میں کوئی شخص خاص نہیں اور ایسا ہی انجمن کے ممبروں میں سے اگر کوئی شخص سلسلہ کے

33

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان                بسم اللہ الرحمن الرحیم                مورخہ اپریل ۱۴ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# صداقت ہمیشہ غالب رہتی ہے!

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کچھ دنوں سے متواتر اخبارات۔ اشتہاروں اور لیکچروں کے ذریعہ خلافت کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جا رہا ہے اور واقعات کو ایسے گھنونے اور مکروہ رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ جس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو۔ لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ خلیفہ تقوے کی راہ سے دور ہے اور متقی نہیں ہے اور مدت سے خلافت کی خواہش تھی۔ انصار اللہ کی سازش سے وہ خلیفہ بنائے گئے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کے مشورہ کے بغیر یہ کام ہوا ہے وہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں حضرت صاحب کے جاری کردہ کاموں کو روکنا چاہتے ہیں لوگوں کو کافر کہتے ہیں صدر انجمن کو توڑنا چاہتے ہیں اور حضرت صاحب کے پرانے مخلصوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اور اسی قسم کے اور بہت سے اعتراض ہیں جو کئے جاتے ہیں گو ہمیں ان بے دلیل باتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قلیل حصہ جماعت کا اس فریب میں آگیا ہے تو مجبوراً ہمیں ان باتوں کے متعلق کچھ لکھنا پڑا ہے اور چونکہ ہماری نیت نیک ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے اس اشتہار کو بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیگا۔

اوّل تو ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان تمام واقعات کے پھیلانے کی وجہ سوائے اسکے کوئی نہیں کہ جماعت کو بھڑکایا جائے ورنہ خلافت کا ان امور سے کچھ تعلق نہیں جبکہ چھ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح اپنے لیکچروں درسوں خطبوں میں اسبات پر زور دیتے رہے ہیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے تو آج ان سوالات کا اٹھانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے اس پر اعتراضات کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اس وقت کے خلیفہ کو خدا نے نہیں بنایا۔ تو حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہم کو بھی خدا نے نہیں بنایا پھر سب کا انکار کر دو۔ اور انہیں جھٹلا دو۔

باقی رہا سوال متقی غیر متقی کا۔ سو اگر اختلاف خیالات کی وجہ سے اتقاء پر حرف آتا ہے تو دنیا میں کون ہے جو متقی ہو سکتا ہے زید لکھتا ہے کہ چونکہ ان کا عقیدہ ایسا اور ایسا ہے اسلئے وہ متقی کیونکر ہو سکتے ہیں مگر جو بکر کے ہمخیال ہیں۔ انکے نزدیک زید اور اس کے ہمخیال متقی نہیں ہو سکتے۔ تو متقی دنیا میں کوئی ہوا ہی نہ۔

انصار اللہ کے منصوبوں سے خلافت کا جو بیان ہے۔ اسکی شہادت ان دو ہزار آدمیوں سے لیجائے جو اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ انصار اللہ کی جماعت تو ہے ہی ایک سو بارہ ۱۱۲ کے قریب یہ وہ دو ہزار کو کیونکر اختیار کر سکتی تھی۔ پھر اس وقت تک جو بیعت کے خطوط آرہے ہیں انمیں ایک ہزار سے زیادہ ایسے آدمی ہیں جنھوں نے بغیر کسی اطلاع کے حضرت میاں صاحب کی بیعت کا خط لکھا ہے کیا وہ بھی انصار اللہ کے منصوبہ ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے اپنے ایک بیٹے کی نسبت فضل عمر کا الہام لکھا ہے یعنی وہ دوسرا خلیفہ ہوگا کیونکہ حضرت عمرؓ دوسرے خلیفہ تھے تو کیا حضرت مسیح موعود بھی انصار اللہ کے اس منصوبہ میں شامل تھے۔ علاوہ ازیں اس وقت تک سینکڑوں آدمی خوابوں کے ذریعہ بیعت کر چکے ہیں کیا وہ بھی سب اس منصوبہ میں شامل ہیں یا اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے بھی اس منصوبہ میں شامل ہیں اگر یہ سب اس منصوبہ میں شامل ہیں تو ہمیں یہ منصوبہ شوریٰ سے لاکھ درجہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ڈھائی ہزار آدمیوں میں سے ڈیڑھ دو سو آدمیوں سے زاید نہیں تھے جنھوں نے بیعت نہیں کی پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ شوریٰ نہ تھا وہ آدمی تو بتاؤ جس کے ہاتھ پر سب جماعت بغیر ایک شخص کے اختلاف کے بیعت کرنے پر تیار تھی یا ہے۔ ہم آخر میں ایسے معترضین سے یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات کہ انصار اللہ کے منصوبہ سے یہ کام ہوا ہے درست ہے تو ایسے کئی انصار اللہ ہیں جنھوں نے اس وقت تک بیعت نہیں کی اُن سے حلفیہ شہادت دلواؤ کہ آیا کبھی انھیں یہ تحریک کی گئی ہے پھر دیکھو کہ خدا کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خلافت کی خواہش اگر صاحبزادہ صاحب کے دل میں تھی تو اس کا علم ان لوگوں کو ہوگا جو علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں صاحبزادہ صاحب نے قسم کھا کر انکار کیا ہے اگر وہ لوگ جو اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں سامنے آکر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ مؤکد قسم کھا جائیں کہ صاحبزادہ صاحب کو یہ خواہش تھی پھر خدا تعالیٰ خود حق و باطل میں فرق کر دیگا۔ انشاء اللہ۔ اور اگر انمیں یہ جرأت نہیں تو خدا کو ڈریں۔ اور اپنے ایمان کی خبر لیں۔

یہ جو مشہور کیا جاتا ہے کہ صدر انجمن کے مشورہ کے خلاف یہ فیصلہ ہوا یہ بھی ایک دھوکا دیا ہے، کیونکہ حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ خلیفہ صدر انجمن کے مشورہ سے ہوا کرے اگر کوئی ایسی تحریر ہے۔ تو پیش کرو۔ خلیفہ تو حاضر الوقت لوگوں کے مشورہ سے ہوتا ہے اور انمیں سے ایک کثیر حصہ نے سوائے ڈیڑھ سو آدمیوں کے خلیفہ کی بیعت کر لی اور ایسے جوش سے کی کہ نظارہ دیکھنے والے ان غلط بیانیوں کے مرتکبین کے بیانات پر سخت حیران ہیں۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ صدر انجمن سے لاہور کے چند ممبر اور مولوی محمد علی صاحب مراد نہیں بلکہ صدر انجمن احمدیہ میں انکے علاوہ اور بھی ممبر ہیں لیکن بعض ممبران کی استبدادیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہ اپنے آپکو ہی ممبر قرار دیتے ہیں اور جس کام میں انھیں خلاف ہوا سے صدر انجمن کے مشورہ کے خلاف کہا جاتا ہے۔ صدر انجمن میں اسوقت پندرہ ممبر ہیں جنمیں سے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کے وقت قادیان میں گیارہ ۱۱ موجود تھے اتنا بڑا اجتماع اس سے پہلے بہت کم ہوا ہے۔ ان گیارہ ممبروں کا ایک اجلاس ہوا تھا جنمیں سے پانچ ممبر تو اسبات پر مصر تھے کہ خلیفہ کوئی نہ ہو اگر ہو تو اسکی بیعت سب پر واجب نہ ہو۔ اور وہ انجمن پر حاکم نہ ہو (اس خیال سے احباب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان ممبران کا ایمان حضرت خلیفۃ المسیح کے زمانہ میں کیا تھا۔ اور یہ آپ کے ساتھ جسقدر اخلاص ظاہر کرتے تھے اسمیں کہاں تک سچائی تھی) چھ ممبر خلیفہ کے مؤید تھے اور وہ ایسے ہی خلیفہ کے قائل تھے جیسے کہ حضرت خلیفہ اوّل کے تھے۔ چنانچہ آخر میں ان منکرین خلافت سے کہدیا گیا تھا کہ جبکہ ہم ایک خلیفہ کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور یہ ہمارا مذہبی عقیدہ ہے اسلئے ہم زیادہ گفتگو کرنی نہیں چاہتے۔ اور ہم اس کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عام مجلس میں سوال ہوا اور سب نے (سوائے ایک نہایت قلیل جماعت کے) ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پس یہ کہنا کہ انجمن سے نہیں پوچھا گیا انجمن سے نہیں پوچھا گیا کہاں تک درست ہو سکتا ہے کیا وہ دوسرے ممبر انجمن میں داخل نہیں ہیں یا چند خاص ممبروں نے انجمن کو خرید لیا ہوا ہے جبکہ موجودہ ممبران کی کثرت اسی طرف تھی کہ ایک خلیفہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جو انہیں

اختیارات کے ساتھ ہو جو حضرت خلیفۃ اوّل کے تھے تو پھر یہ اعتراض کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ ممبروں میں سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے جس میں انہوں نے مانا ہے کہ خلیفہ انجمن کا مطاع ہوگا۔ اور اس کی اطاعت انجمن پر اسی طرح واجب ہوگی جس طرح حضرت خلیفۃ اوّل کی تھی۔ اور ہم اس نیک انسان کی نسبت کبھی یہ خیال نہیں کر سکتے کہ اُس نے محض تعلق سے حضرت خلیفۃ اوّل کو خوش کرنے کے لئے یہ بیان دیا تھا پس چار میں سے ایک اور بھی اسی کثرت میں شامل ہو گیا۔ اور ایک نے بیعت بھی کر لی ہے اور چھٹے حاضر الوقت ممبروں کے ساتھ ان دونوں کو ملا کر آٹھ ممبر ہوتے ہیں جو خلافت کے مؤید تھے۔ اور صرف چھ مخالف تھے۔ کیونکہ ساتویں سیٹھ عبد الرحمان صاحب مدراس ہیں جنکی رائے کا کچھ علم نہیں۔ اور اگر انکی رائے کثرت کے خلاف بھی ہو تب بھی سات خلاف اور آٹھ موافق بنتے ہیں جنمیں پریزیڈنٹ بھی شامل ہے۔ اب بتاؤ کہ یہ کہنا کہ صدر انجمن احمدیہ کا مشورہ فیصلہ کے خلاف ہے کہاں تک درست ہے۔ ہاں جس طرح بعض ممبران صدر انجمن کو اپنی ذاتی ملکیت خیال کرتے ہیں اسکے لحاظ سے بیشک خلاف ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور اصل جواب تو یہی ہے کہ صدر انجمن کو خلیفہ کے انتخاب کا اختیار حضرت مسیح موعود نے دیا ہی نہیں ⁂ باقی رہا یہ سوال کہ لوگوں نے کسی خاص ممبر کی بات کیوں نہیں سُنی۔ سو چونکہ وہ ممبر پہلے ہی سے اپنے خیالات کا اظہار ٹریکٹ میں کر چکے تھے کہ میں کسی خلیفہ کو جو جماعت کا مطاع ہو۔ اور جسکی بیعت ضروری ہو نہیں مان سکتا تو وہ لوگ جو انتخاب خلیفہ کیلئے جمع ہوئے تھے۔ انکے خیالات کو کب سُن سکتے تھے۔ اور اگر جماعت کسی کی بات کو نہ سننا چاہے تو کون اسے مجبور کر سکتا تھا کہ ضرور سُنے۔ خصوصاً جبکہ وہ تقریر اس وقت نہایت فتنہ انگیز ہو سکتی تھی۔ اور ابھی کوئی خلیفہ بھی نہ ہوا تھا ⁂ غیر احمدیوں کو مسلمان یا کافر کہنے کا سوال بھی نہایت بے موقعہ اُٹھایا گیا ہے اور اس سے سوائے اسکے کچھ مقصود نہیں کہ غیر احمدیوں کی تائید حاصل کیجائے اور بعض احمدیوں کو بھی اپنا ہمخیال بنایا جاوے۔ ورنہ جبکہ ایک جماعت کسی ایسے خلیفہ کو مانتی ہی نہیں جسکی بیعت ہر احمدی پر واجب ہو۔ تو پھر اس سوال کے کیا معنے ہوئے اور اگر اس اعتراض کو درست بھی مان لیا جاوے اور سمجھا جائے کہ کسی بات میں بھی خلیفہ کے خیالات جماعت کے مخالف نہیں ہونے چاہئیں تو جماعت میں صلح کا کیا طریق ہوگا اگر ایسا شخص خلیفہ ہوتا جو سب کو مسلمان کہتا تو کافر کہنے والے اُسی کیونکر مان سکتے تھے پس یہ ایسی بات ہے کہ جس سے تفرقہ ٹوٹ ہی نہیں سکتا تھا پھر ہم کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے زمانہ میں یہ دو خیال پائے جاتے تھے یا نہیں اگر تھے تو اس وقت خلیفہ کے ہاتھ پر دونوں فریق کس طرح متحد رہ سکتے تھے ہم دکھا سکتے ہیں کہ خلفائے راشدین سے صحابہ کا خلاف ہوا ہے پھر خود حضرت خلیفۃ اوّل کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ "اگر تم کو مجھ سے اختلاف ہو تو میرے سامنے پیش کرو مگر ادب سے" پس یہ خیال کرنا کہ لاکھوں آدمی ایک ہی خیال کے ہوں جنون ہے۔ خود حضرت مسیح موعود کے سامنے ایک شخص نے اپنا یہ عقیدہ پیش کیا کہ میں مسیح کو باپ مانتا ہوں اور آپ نے اسے ناپسند کیا تو بعض لوگوں کے کہنے پر کہ یہ شخص جماعت سے نکل گیا حضرت خلیفہ اول نے آپکی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ اس سے وہ جماعت سے خارج نہیں ہو سکتا پس اس وقت اس سوال کو اُٹھانا اسی غرض سے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی ہمدردی حاصل کیجائے۔ ہاں احادیث سے ثابت ہے کہ خلیفہ ایسے خیالات کو جن سے وہ فساد ہوتا ہوا دیکھے ظاہر کرنے سے روک سکتا ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص اپنے خیالات کے خلاف بیان کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ کہہ دے کہ چونکہ خلیفہ نے مجھے اس مسئلہ پر اپنے خیالات کے بیان کرنے سے روک دیا ہے اسلئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور یہ ایک انتظامی امر ہے ⁂ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کو توڑنے کی تجویز ہے۔ اول تو اسی بات کی صداقت اسی بات سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک حصہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبروں کا موجودہ خلیفہ کی بیعت کر چکا ہے کیا وہ خلاف لکھنے والے ممبروں سے صدر انجمن احمدیہ کا کم خیرخواہ ہے۔ دوم۔ ہم وثوق سے شہادت دے سکتے ہیں کہ موجودہ خلیفہ کا قطعاً یہ خیال نہیں بلکہ ان کا مذہب ہے کہ لا خلافۃ الا بالمشورۃ۔ یعنی کوئی خلافت بغیر مشورہ کے نہیں ہو سکتی۔ ہاں قرآن شریف یہ ضرور بیان فرماتا ہے کہ اگر کبھی کثرت رائے کے فیصلہ میں نقصان نظر آئے تو فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ اور اسی پر عمل تھا صحابہ کا۔ مرتدین کیساتھ جنگ کرنے پر اکثر صحابہ ناراض تھے مگر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ بہتری اور خیر اسی میں ہے جو میں سمجھتا ہوں ⁂

بعض ممبروں کے ہٹانے کے متعلق بھی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ باہر کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بھی لوگوں میں مشہور کر دی گئی ہے حالانکہ خلیفہ نے قطعاً کبھی بھی اس قسم کا خیال ظاہر نہیں کیا ⁂

ہم سب دوستوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ روایات میں بہت کچھ انسان کے اپنے خیالات مل جاتے ہیں اسلئے اس قسم کی افواہوں پر قطعاً اعتبار نہ کیا کریں انسان کو ہوا و ہوس اندھا کر دیتی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بغیر ثبوت قسم قسم کی روائتیں مشہور کر رہے ہیں اگر ہم لوگ بھی اسی قسم کی روایات کو وقعت دیں تو شاید دفتروں کے دفتر سیاہ ہو جاویں مگر ہم اسے تقویٰ کے خلاف جانتے ہیں اور دوستوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی ان روایات کا بالکل اعتبار نہ کریں۔ گو وہ کتنا ہی بڑا آدمی پیش کرے کیونکہ غضب بڑے آدمیوں کی آنکھوں پر بھی پٹیاں باندھ دیتا ہے ⁂

ہاں ایک بات ضروری ہے کہ ان روایات کا اگر فیصلہ کرنا ہی منظور ہے تو پھر اس کا یہ طریق نہیں کہ زید یا بکر کہدے اور اُسے مان لیا جاوے بلکہ الزام لگانیوالے کو مجبور کیا جائے کہ وہ ان الفاظ سے اس روایت کو شائع کرے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کی جھوٹی قسم کھانی لعنت کا موجب ہے کہ میں نے یہ واقعہ خود دیکھا ہے یا یہ بات خود ملزم کے مونھ سے سُنی ہے۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں یا اصل بات کو کسی ایسے پیرایہ میں بیان کرتا ہوں جو کہنے والے کے منشاء کے خلاف ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر میرے جھوٹ اور بدنیتی کی سخت سے سخت سزا دے ⁂

اس طریق سے ایک سال کے اندر اندر جماعت کو معلوم ہو جائیگا کہ بعض لوگوں نے کس طرح حق سے بعد اختیار کیا ہے ⁂

ہم آخر میں جماعت کو یہ نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک صداقت کے معلوم کرنے کیلئے ایک راہ مقرر کیا ہے اور وہ دُعا ہے بہت لوگ ہیں جنکو دُعا نے اس وقت فتنہ سے بچا لیا ہے پس وہ لوگ جنکو موجودہ خلافت پر ابھی کچھ شکوک ہیں اور ابھی تک بیعت نہیں کی اس آسان طریق کیطرف بُلاتے ہیں اور وہ یہ کہ اپنے دل کو خالی کرکے اور ہر قسم کی بدظنی اور بُغض سے علیحدہ ہو کر وہ کچھ دن متواتر تہجد میں دُعا مانگیں اور رات کو سوتے وقت بھی کہ الٰہی اگر یہ خلیفہ برحق ہے اور تیرا مقرر کردہ ہے تو ہمیں اسکی طرف ہدایت کر اور اسکی مخالفت یا اس سے علیحدگی سے ہمیں بچالے۔ اگر خلوص نیت سے وہ ایسا کرینگے تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ انکا شرح صدر کر دیگا یا کوئی رویا [illegible] ..... یا خواب انکو نظر آ جاوے جس سے انکی تسلی ہو جاوے ⁂ ہم نہیں سمجھتے کہ جن کے دلوں میں شکوک ہیں انکے دلوں کو صاف کرنیکا کونسا طریق اس سے زیادہ صاف اور پاک ہو۔ آخر ہمارے منصوبوں میں اللہ تعالیٰ تو شامل نہیں ہو سکتا پس اگر تمہاری دلوں کو ابتک تسلی نہیں ہوئی تو خدا سے فیصلہ چاہو تا ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاؤ ہم لوگ اس سے زیادہ اپنی نیک نیتی کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں ہمیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ اگر اس قسم کی دعائیں بغض و عناد سے علیحدہ ہو کر کیجائینگی تو ضرور اللہ تعالیٰ انہیں قبول کریگا

آخر میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کا اکثر حصہ بیعت کر چکا ہے۔ ضلع جالندھر۔ ضلع گورداسپور ضلع ہوشیار پور ضلع امرتسر ضلع سیالکوٹ (سوائے شہر کے) ضلع جہلم ضلع گجرات۔ ضلع شاہ پور دہلی شاہجہانپور۔ رام پور۔ منٹگمری۔ کٹک۔ انبالہ۔ ملتان۔ لکھنؤ۔ غرض کہ جہاں جہاں جماعتیں بڑی بڑی تعداد میں ہیں وہاں کے اول تو سب کے سب ورنہ اکثر لوگ بیعت کر چکے ہیں۔ اور اب تھوڑے ہی باقی ہیں جنھوں نے اپنی جماعت کی پرواہ نہیں کی لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اس اختلاف کو دُور کر دیگا اور دوسرے بھائیوں کو بھی یہ سمجھ عطا فرمائیگا کہ وہ اس علیحدگی کو ترک کر کے اتحاد کی رسّی میں جکڑے جاویں چونکہ احادیث میں صاف آیا ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو اسلئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ جو دوست ابتک جماعت سے علیحدہ ہیں۔ جلد اسمیں ملنے کی کوشش کرینگے۔ خدا تعالیٰ سب احباب کو ہدایت دے ⁂ آمین۔

جن جن مقامات کے احباب نے اپنے شہر یا علاقہ کے مبایعین کی فہرست یا تعداد سے ابتک اطلاع نہیں دی وہ بہت جلد فہرستیں بھیجدیں تا کہ السابقون الاولون میں شامل ہو سکیں چونکہ نماز کے امام کا قرب یا دنی ثواب کا موجب ہوتا ہے تو کیوں جماعت کے امام کا قرب حاصل کرنیوالے یعنی جلد بیعت کرنیوالے دوسروں کی نسبت زیادہ ثواب کے مستحق نہ ہوں گے ⁂

مشتہران

(مولوی) سید محمد احسن۔ (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (نواب) محمد علیخان (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (مولوی) شیر علی۔ (ممبر صدر انجمن احمدیہ)
(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد۔ (ممبر صدر انجمن احمدیہ) (ڈاکٹر) رشید الدین۔ اسسٹنٹ سرجن (ممبر صدر انجمن احمدیہ)
(ڈاکٹر) میر محمد اسمٰعیل (ممبر صدر انجمن احمدیہ)

# مولوی شیر علی صاحب کا پیام بنام قوم!

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی - اے - سلسلہ کے ان قیمتی وجودوں میں سے ایک ممتاز وجود ہیں جنہوں اپنے ایثار اور اخلاص کی روشن مثال قوم کے لئے قایم کی ہے -

مدرسہ تعلیم الاسلام کی ہیڈ ماسٹری ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری غرض جس کام کو لیا - اسمیں بے ریا خدمت کر کے دکھایا کہ خدا ہی کی رضا کے لئے کام کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں چونکہ انہوں نے سلسلہ میں داخل ہوتے وقت ایک موت اختیار کر کے اس راہ کو پایا تھا! انہوں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ قادیان کے باہر انہیں کوئی جانتا بھی ہے یا نہیں - مگر ان کے زبردست اور موثر مضامین ہمارے سامنے ہیں اس موقعہ پر جبکہ بعض اکابر کو ابتلا ٓگیا - اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا حق سے دشمنی کا برا ہو کہ وہی مولوی شیر علی صاحب آج انکی نظر میں نعوذ باللہ ایک سازشی انسان ہے - جو اس کچھ چند روز پیشتر خدا کے مسیح و مرسل کے کلام میں فرشتہ تھا - اور جسپر یہ اعتماد کیا جاتا تھا کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے اہم کام کے لئے اس کو بھیجا جاوے - ان مدبرین اور دانشمندوں سے کوئی پوچھے کہ اگر وہ ایسا ہی سازشی تھا جیسا کہ تم کہتے ہو تو اسے یورپ جانے کے لئے بجائے مولوی صدرالدین صاحب کے کیوں تجویز کیا؟ خیر یہ تو راز کی باتیں ہیں امر پبلک میں آئینگی کہ مولوی صدرالدین صاحب کو خواجہ صاحب نے کس زور اور تاکید سے بلوایا تھا - اور پھر کس طرح پر حضرت کے سامنے تار کا غلط اور فرضی مضمون پیش کیا گیا - اور بالآخر مولوی صدرالدین صاحب نے حضرت کی خدمت میں اپنی قربانی پیش کی - اور انہیں فوری روانگی کا حکم ہوا - اور آخر مدبرین قوم نے اپنی خفی کونسل میں اس تجویز کو بدلنے کے لئے پوری کوشش کی - اور دوسرے دن مولوی شیر علی صاحب کی روانگی کا مسئلہ پیش کر دیا - اس قسم کی کارروائیوں پر آج پبلک کو مغالطہ دینے کے لئے کہا جاتا ہے - کہ مولوی شیر علی صاحب کو ولایت جانے سے روکدیا - احمدی قوم اس قسم کے بیانات شائع کرنے والے سے پوچھے کہ (۱) کیا خواجہ صاحب نے مولوی صدرالدین کے متعلق تار نہیں دیا (۲) کیا اس تار کا غلط اور فرضی مضمون ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پیش نہیں کیا (۳) کیا مولوی صدرالدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم سے چھ مہینے زندگی کے نہیں مانگے؟ اور کیا مولوی صدرالدین صاحب نے ساری عمر پیش نہیں کی ہے؟ اور کیا پھر یہ حکم نہیں ملا کہ پھر دیر کیا ہے - صبح ہی چل دو؟ ان سوالات کا جواب حقیقت کھول دیگی - مگر ہم جانتے ہیں - ان سوالات کے جواب کی طرف توجہ نہیں ہوگی ٭

بہر حال یہ قیمتی رکن اور اخلاص و ایثار کا ایک نمونہ ہے انھوں نے قوم کو موجودہ ابتلا میں ایک پیغام دیا - اسپر توجہ کی جاوے - اور ان لوگوں تک اسے پہونچایا جاوے جو اپنی شامت اعمال سے ابھی تک متردد ہیں

( ایڈیٹر )

میرے مکرم بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ہے کہ ہماری قوم دنیا کی تمام قوموں میں ایک خاص فضیلت رکھتی ہے - جو اس وقت روئے زمین پر کسی قوم کو حاصل نہیں وہ فضیلت یہ ہے کہ سنن الٰہیہ سے جیسی ہماری جماعت واقف ہے ایسی اور کوئی قوم نہیں - ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک نبی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس کو پہچانا - اور اُسنے آسمانی علوم سے ہم کو بہرہ مند کیا - اس کے ذریعہ ہم نے نبوت کی حقیقت کو سمجھا اور منہاج نبوت سے آگاہی حاصل کی - پھر ہم پر دوسرا خدا کا فضل یہ ہے - کہ اس مرسل کے بعد خدا تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک اور برگزیدہ انسان کھڑا کیا - یہ دوسرا وجود بھی ہمارے لئے عین رحمت تھا - اگر ہم نے مسیح موعود کے عہد میں یہ سیکھا - کہ نبوت کسے کہتے ہیں تو ہم نے اس دوسرے پاک وجود کے عہد میں یہ سیکھا کہ خلافت کسے کہتے ہیں بیشک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم نے نبوت کو خوب سمجھا - اور منہاج نبوت کے باریک در باریک پہلوؤں سے آگاہی حاصل کی - لیکن کہ خلافت کیا چیز ہوتی ہے؟ اور مامور کے جانے کے بعد کس طرح جماعت میں وحدت رہ سکتی ہے یہ سبق ہم نے نورالدین سے پڑھا - اس نے اپنے چھ سالہ عہد خلافت میں ہمیں خلافت کی حقیقت سے آگاہ فرمایا - اور ہمیں سکھایا کہ کس طرح ہمیں ایک امام کے ماتحت کام کرنا چاہیئے - اور کس طرح ہم باوجود اپنے اختلاف آرا کے امام کے ماتحت مل کر کام کر سکتے ہیں - وہ فرمایا کرتے تھے کہ حقیقی معنوں میں اہل سنت والجماعت ہم ہیں - کیونکہ کوئی جماعت جماعت نہیں کہلا سکتی - جب تک وہ ایک امام کے ماتحت نہ ہو - اور یہ فضیلت صرف احمدی جماعت کو حاصل ہے وہ احمدی جماعت کے لئے خلیفہ کا ہونا ایسا ضروری سمجھتے تھے - کہ اپنی وفات سے کئی دن پہلے وہ خلیفہ کے متعلق وصیت کر گئے - اور باوجود ضعف اور کمزوری کے وہ وصیت اپنے ہاتھ سے لکھی - اور دیکھو اُن کے نزدیک خلیفہ کا ہونا ایسا ضروری تھا کہ انھوں نے اپنی وصیت میں جماعت کو ان الفاظ میں مخاطب نہیں فرمایا کہ میرے بعد ضرور خلیفہ مقرر کرنا بلکہ یہ فرض کر کے کہ خلیفہ ضرور مقرر ہوگا خلیفہ کے لئے ہدایات دی ہیں جس سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خلیفہ کی ضرورت کا سوال بھی اُٹھ سکتا ہے - خلیفہ کی ضرورت کو تو انہوں نے ایک بدیہی امر سمجھا اور یہ امر ان کے واہمہ میں بھی نہیں گذرا کہ میرے بعد جماعت کے آگے یہ سوال بھی پیدا ہوگا کہ خلیفہ کی کوئی ضرورت ہے یا نہیں پھر انکی وصیت کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جیسا یہ امر انکے وہم و گمان سے بہت دُور تھا کہ قوم میں عدم ضرورت خلیفہ کا سوال پیدا ہو سکتا ہے ایسا ہی یہ دوسرا امر بھی انکے وہم و گمان سے دور تھا کہ کوئی ایسا خلیفہ بھی تجویز ہو سکتا ہے - جس کی اطاعت قوم پر لازم نہ ہو - جس پر زیادہ سے زیادہ قوم یہ احسان کرے کہ اس کو ایک امتیازی حیثیت دیدے - اور وہ بھی معلوم نہیں کن معنوں میں - دیکھو وہ اپنی وصیت میں اپنے جانشین کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے - اور چشم پوشی نرمی اور درگذر سے کام لے - ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ سے مراد انکی ایک با اختیار خلیفہ تھا - جیسے وہ خود ایک با اختیار خلیفہ تھے - کیونکہ چشم پوشی - نرمی اور درگذر اختیار اور طاقت کا نتیجہ ہیں آپ کے ان الفاظ سے پایا جاتا ہے کہ آپ کے نزدیک قوم اپنے خلیفہ کے ماتحت اور اس کی فرمانبردار اور مطیع ہوتی ہے - گویا وہ اپنے آپ کو خلیفہ کے ہاتھ میں دے دیتی ہے - اور خلیفہ اپنی جماعت کا مالک - آقا اور سردار ہوتا ہے - اسلئے وہ قوم کی طرف سے خلیفہ کے آگے اپنی آخری وصیت میں یہ سفارش کرتے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے اور درگذر سے کام لے - اُنکے دل میں یہ خیال بھی نہیں گذرا کہ کہ قوم میں یہ سوال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ خلیفہ ایسا ہو جس کی اطاعت قوم پر لازمی نہ ہو - اگر ان کے دل میں یہ خیال ہوتا تو وہ اپنی قوم کو یہ وصیت فرماتے کہ میرے دوستو! ایک با اختیار خلیفہ بنانا - اور اس کے آگے اطاعت کی گردن جھکا دینا - چونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ امر نہیں آ سکتا تھا کہ ایسا خلیفہ بھی ہو سکتا ہے - جس کی اطاعت جماعت پر ضروری نہ ہو - اس لئے اس امر کا ذکر بھی نہیں کیا - کہ دوستو!

ایک با اختیار خلیفہ بنانا۔ بلکہ خلیفہ کو با اختیار اور جماعت کو اس کے زیر اختیار قرار دے کر جماعت کی طرف سے خلیفہ کے آگے یہ سپارش کی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو نرمی سے برتے اور درگذر سے کام لے ۔

میرے دوستو! میں تو دیکھتا ہوں کہ تمہارے امام مرحوم نے (خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اس پر اور اس کی آل پر نازل ہوں) اپنی وصیت میں نہایت ہی حکیمانہ اور لطیف پیرایہ میں صدر انجمن اور خلیفہ کے تعلقات کا بھی فیصلہ قرار دیا ہے یہ فیصلہ اول تو جانشین کے لفظ سے ہی ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کی جگہ جانشین مطلق ہوتا ہے تو وہ اُنہی اختیارات کے ساتھ اس کی جگہ پر بیٹھتا ہے۔ جن اختیارات کے ساتھ پہلا شخص اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔ اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارا خلیفہ اول اپنے تئیں صدر انجمن احمدیہ کا مطاع سمجھتا تھا۔ اور کہتا تھا اور واقعہ میں وہ صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ پس وہ شخص جو اس کا جانشین ہے وہ بھی صدر انجمن کا ایسا ہی مطاع ہے جیسا کہ خلیفہ اول صدر انجمن احمدیہ کا مطاع تھا۔ لیکن آپ کی وصیت میں صرف جانشین ہی ایک ایسا لفظ نہیں۔ جو ثابت کرتا ہے کہ خلیفہ ثانی خلیفہ اول کی طرح صدر انجمن احمدیہ کا مطاع ہے بلکہ اور الفاظ بھی ہیں۔ آپ نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ میرا جانشین حضرت صاحب کے پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے۔ اور چشم پوشی۔ نرمی اور درگذر سے کام لے ان الفاظ کو سُن کر سب سے پہلے حضرت صاحب کے جن پرانے دوستوں کی طرف خیال جاتا ہے وہ صدر انجمن احمدیہ کے بعض بزرگ ممبر ہیں جن کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے دوست ہونے کا قابل رشک فخر حاصل ہے دوستو آپ جانتے ہیں کہ ہمارا امام مرحوم علیہ و علی مطاعیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت ہی مختصر نویس انسان تھا۔ اس کی تحریریں لفظاً تھوڑے سے ہوتے تھے۔ مگر ان تھوڑے لفظوں میں بہت معنے بھرے ہوئے ہوتے تھے وہ حکیم تھا۔ اور اس کا لفظ لفظ حکمت کے بیش بہا موتی اپنے اندر بھرے ہوئے رکھتا تھا۔

پس اس حکیم الامۃ علیہ الرحمۃ نے اپنی وصیت میں پرانے اور نئے دوستوں کا لفظ بلا ضرورت نہیں لکھا۔ وہ خود مختصر نویس پھر حالت بیماری اور ضعف کہاں اجازت دیتے تھے کہ وہ بلا ضرورت الفاظ بڑھاتے۔ پس یقیناً سمجھو کہ آپ نے اس تکلیف کی حالت میں بھی یہ الفاظ بڑھائے ہیں تو وہ بلا ضرورت نہیں بڑھائے۔ بلکہ پرانے اور نئے دوستوں کا الگ الگ ذکر کرنے میں ان کی ایک غرض تھی۔ وہ غرض مجھے تو صریحاً یہی معلوم ہوتی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ دوسرے صاحبان بھی اس نتیجہ نکالنے میں میرے ساتھ اتفاق کرینگے۔ کہ جب آپ نے اپنی وصیت میں یہ لکھا کہ میرا جانشین پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرے تو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے بعض بزرگ اراکین خصوصیت کے ساتھ ان کے زیر نظر تھے۔ اب ہم ان الفاظ سے ایک اور نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک خلیفہ جیسا کہ جماعت کے دوسرے افراد کا مطاع ہے ایسا ہی صدر انجمن احمدیہ کے بزرگ اراکین کا بھی وہ مطاع ہے۔ اسلئے جیسا وہ دوسرے لوگوں کے بارہ میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتے ہیں کہ خلیفہ ان سے نیک سلوک کرے ایسا ہی وہ حضرت اقدس کے پرانے دوستوں کے متعلق بھی جن سے انجمن کے پُرانے ممبر خصوصیت کے ساتھ مُراد ہیں اپنے جانشین کو وصیت کر گئے کہ وہ ان سے نیک سلوک کرے۔

پھر دوستو! میں تو یہ بھی کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کے ان الفاظ سے جنمیں آپ نے اپنے جانشین کو حضرت صاحب کے پرانے اور نئے دوستوں سے نیک سلوک کرنیکی سفارش فرمائی ہے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ انکی نظر کس جانشین پر تھی۔ مگر اس موقعہ پر میں اسکی زیادہ وضاحت کرنی پسند نہیں کرتا۔ پھر دوستو غور کرو۔ خلیفہ اول نے حضرت اقدس کے پُرانے اور نئے دوستوں کے متعلق تو وصیت کی ہے مگر حضرت مسیح موعود کے اہل بیت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اپنے بال بچوں کے متعلق وصیت فرمائی ہے مگر حضرت مسیح موعود کی اولاد کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی اس کا بھید بھی یہی ہے اس وصیت میں انکا اصل مخاطب اہلبیت کا ہی ایک ممبر تھا اس کے سوا آپنے اپنی زندگی میں اور بہت سے ایسے اشارات فرمائے ہیں۔ جن سے ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آپ کا صریح منشاء یہ تھا۔ کہ آپ کے بعد حضرت میاں صاحب خلیفہ ہوں سب سے پہلی شہادت جو آپ کے اس منشاء کو ظاہر کرتی ہے آپ کی اس تقریر میں پائی جاتی ہے جو آپ نے خلافت کی خلعت پہنتے وقت فرمائی تھی۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ میں اس غرض کے لئے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد میاں محمود جانشین ہو اسکی تعلیم کے لئے بہت کوشش کرتا رہا۔

بھائیو! غور کرو۔ تمہارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میاں صاحب سے کس قدر محبت تھی۔ اور وہ اُسے کس قدر عظمت سے دیکھتا تھا۔ اور وہ بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اس کی تربیت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر اس نے اس نوجوان کی تعلیم و تربیت کو برابر جاری رکھا۔ اور اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنی وفات سے بہت عرصہ پہلے اسکے تعلیمی کورس کو پورا کر دیا اور جو جو کتابیں ظاہری اور دینی علوم کی وہ اس کی تعلیم کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھتا تھا وہ سب اسے پڑھا دیں اور بس کی جب تک کہ تمام کورس جو اس نے اس کے لئے ضروری سمجھا تھا پورا نہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے پڑھانا تھا وہ پڑھا چکا۔ اب خدا اسے پڑھائے گا۔

اور جب ظاہری تعلیم کی طرف اس قدر توجہ فرمائی تو آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ رُوحانی اور باطنی تربیت کی طرف کس قدر توجہ فرمائی ہو گی۔

پھر اگر آپ کوئی شہادت اس امر کی چاہتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ کا یہ دلی منشاء تھا کہ حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب آپ کے جانشین ہوں تو وہ یہ ہے کہ آپ نے ایک جمعہ کے خطبہ میں فرمایا:۔

"ایک نکتہ قابل یاد سُنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ انکے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انھوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے"

دیکھو بدر۔ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

اب اس سے زیادہ اور کیا صراحت ہو سکتی ہے۔

پھر جو بات دل میں ہوتی ہے بعض اوقات زبان پر آجاتی ہے ایک دفعہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو ایک امر کے متعلق فرمایا کہ یہ کام میاں صاحب کے وقت میں کیا جائے یہ واقعہ میں نے مولوی صاحب موصوف سے خود سنا ہے۔ اور اس وقت بعض اور لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے یہ بات اپنے کانوں سے سُنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف آپ کا منشاء تھا کہ صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوں بلکہ آپکو یقین تھا کہ میرے بعد صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہونگے انکا یہ اعتقاد تھا کہ خلیفہ خدا تعالےٰ بناتا ہے لوگ کسی کو خلیفہ نہیں بناتے اور اسی ایمان کی بناء پر انکو یقین تھا کہ خدا تعالےٰ صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ بنائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر حضرت صاحب نے شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو جو آجکل مصر میں ہیں ایک امر کے جواب میں یہ لکھا۔ کہ تمہیں وہاں سے کسی شخص سے قرآن پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ جب تم واپس قادیان آؤ گے۔ تو ہمارا علم قرآن پہلے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بڑھا ہوا ہوگا۔ اور اگر ہم نہ ہوئے۔ تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا۔ اسی طرح آپ نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کو فرمایا۔ کہ اگر میری زندگی میں قرآن ختم نہ ہوا۔ تو بعد ازاں میاں صاحب سے پڑھ لینا۔ خداداد خان صاحب رسائیدار کراچی نے حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں خواب میں ایک درخواست پیش فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ درخواست میاں صاحب کی خدمت میں لکھ کر بھیجو۔ لفافہ پر سرنامہ میں لکھ دونگا۔ سنی مسلمان شیعہ کے مقابل میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اور اس نے آپ سے کچھ سوال کیا۔ آپ نے اس کو فرمایا۔ کہ پھر آنا اور جب اس نے عرض کیا کہ اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں۔ یعنے آپ فوت ہو چکے ہوں تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر تو مجھے نہ پائے۔ تو ابوبکر سے کہیو۔ اگر سنیوں کی یہ دلیل حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا ثبوت ہو سکتی ہے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح کا مندرجہ بالا قول حضرت محمود احمد صاحب کی خلافت کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول کو حضرت صاحبزادہ کے خلیفہ ہونیکا ایسا ہی یقین کامل تھا۔ جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونیکا یقین کامل تھا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دنوں میں حضرت ابوبکرؓ کو مسجد نبوی میں نماز کا امام بنایا۔ پس یہی دلیل حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی خلافت کیلئے بھی موجود ہے کیونکہ آپنے اپنی لمبی بیماری میں جو گھوڑے کے گرنے سے شروع ہوئی مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہی امام نماز بنائے رکھا۔ اور مسجد اقصیٰ میں جمعہ بھی حضرت صاحبزادہ صاحب ہی پڑھاتے رہے۔

ایک اور شہادت۔ یہ ہے کہ قادیان میں پیر منظور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کے بعض الہامات کی بنا پر ایک مضمون حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں لکھکر حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا حضرت صاحب نے وہ مضمون پڑھ کر فرمایا۔ کہ ہمیں اس امر کا پہلے سے علم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں میاں کی کیسی عزت اور ادب کرتا ہوں پیر صاحب نے آپکے یہ الفاظ اسی مضمون کے آخر میں لکھکر تصدیق کیلئے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور آپ نے اپنی قلم سے اُس پر یہ تصدیق فرمائی۔ کہ یہ الفاظ میں نے لکھے ہیں۔ پیر صاحب موصوف نے حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں بھی حضرت صاحب کی یہ تحریر مجھے دکھائی۔ اور میں اس تحریر کی رویت کا گواہ ہوں۔ اور وہ تحریر اب بھی موجود ہے۔ جو چاہے اس کو دیکھ سکتا ہے۔ ہاں حضرت صاحب نے پیر صاحب کو یہ بھی فرمایا۔ کہ اختلاف کے وقت اس تحریر کو پیش کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو یہ بھی علم تھا۔ کہ اس خلیفہ کے جانشین ہونے کے وقت اختلاف بھی ہوگا۔

حضرت صاحب کا یہ فرمانا کہ اس خلیفہ کے وقت کچھ اختلاف بھی ہوگا میرے خیال میں اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سنن الٰہیہ کا خوب علم تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ جس وجود کے متعلق خدا تعالےٰ کے الہامات ہوں۔ ضرور ہے۔ کہ اس کے متعلق اختلاف ہو۔ اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسا اختلاف کرنیوالے نیک لوگ بھی ہوں۔ کیونکہ قرآن شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے بھی ایک خلیفہ کے متعلق اعتراض کیا۔ اور کہا۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء۔ خدا کے ایک خلیفہ کے متعلق ملائکہ نے بھی یہ اعتراض کیا۔ کہ یہ تو زمین میں فساد ڈالیگا۔ اور خون بہائیگا۔ پس اگر اسی رنگ کا کوئی اعتراض آج بعض ملائکہ صفت انسان کرتے ہیں تو میرے بھائیو! تم ٹھوکر نہ کھاؤ۔ تم تو سنن الٰہیہ کے مدرسہ میں تعلیم پا چکے ہو۔ پس تم ایسی باتوں سے ٹھوکر مت کھاؤ۔ اور اس طریق پر قدم مارو۔ جو طریق وحدت کے بارہ میں پہلا خلیفہ تمہیں سکھا گیا۔ تم نے ایک نبی بھی دیکھا۔ اور تم نے ایک خلیفہ بھی دیکھ لیا۔ پس سلامتی کی راہ تمہارے لئے وہ راہ ہے۔ جو خلیفہ اول نے تمہیں دکھا دی۔ نئی راہ اختیار نہ کرو۔ خلیفہ اول کے اصول کو خوب مضبوط پکڑو۔ کیونکہ اس نے وحدت کی راہ تمہیں دکھلا دی اور بتا دیا۔ کہ اس طریق پر چلکر جماعت جماعت رہ سکتی ہے پھر تم ایک ایسے شخص کو بھی دیکھ چکے۔ جو پیشگوئیوں کے مطابق آیا۔ اور تم نے یہ سبق پڑھ لیا ہے۔ کہ جن کے حق میں خدا کی پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ ان کے وجود کے متعلق اختلاف اور اعتراض ضرور ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسے اعتراض کرنیوالے ملائکہ صفت انسان بھی ہوتے ہیں پس تم کسی کو دیکھ کر کیوں گھبراتے ہو۔ تم کو خدا کے مسیح نے اور اس کے خلیفہ اول نے تمام ضروری سبق پڑھا دئے ہیں۔ اب تمہارے لئے امتحان کا وقت ہے۔ اور اگر تم ان سبقوں کو فراموش نہ کردو جو تم پڑھ چکے ہو۔ تو خدا کے فضل اور رحم سے یہ امتحان کوئی بڑا امتحان نہیں۔ ممکن ہے کہ تم اعتراض کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ میں کہتا ہوں اگر تم خلیفہ اول کے دئے ہوئے اسباق کو یاد رکھو۔ اور ان پر ایک شاگرد رشید کیطرح عمل کرنیکی کوشش کرو۔ تو یہ مشکل بھی کوئی مشکل نہیں اول تو میں تمہیں یہ بتا چکا ہوں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ بیٹا ان کا جانشین ہو۔ اور اسی غرض سے اس کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ رہا۔ پھر دیکھو۔ اس نے ایک خطبہ میں تمہیں سنا دیا۔ کہ ۲۴ سال کا نوجوان بھی خلیفہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی فرما دیا۔ کہ میں یہ بات تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے کہتا ہوں۔ پھر دیکھو قرآن شریف کی ہر ایک آیت ہمارے لئے ہدایت اور نور ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ واتیناہ الحکم صبیا۔ پس تم یقین سمجھو۔ کہ یہ آیۃ بھی قرآن شریف میں لغو طور پر نازل نہیں ہوئی۔ اس لئے یہ اعتراض مت کرو۔ کہ محمود ابھی نوجوان ہے۔ تمہارا خلیفہ اول تمہاری نسبت قرآن شریف کو زیادہ سمجھتا تھا۔ اور ان باتوں کا زیادہ علم رکھتا تھا۔ پس تم اگر سلامتی کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو تو آؤ اس کی پیروی کرو۔ اور اس کی فراست سے فائدہ اٹھاؤ۔ وہ قرآن شریف کو بھی خوب سمجھتا تھا۔ وہ الوصیت کو بھی تمہاری نسبت زیادہ سمجھتا تھا پس اس نے خلیفہ کا ہونا ضروری سمجھا اور صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے خلیفہ ہونے کے متعلق اپنا منشاء اور یقین کامل ظاہر کر دیا۔ اور دیکھو خدا تعالےٰ نے اس کی فراست کو سچا ثابت کر دیا۔ پس کیا تم اب بھی اس کے نور فراست پر شک کر سکتے ہو۔ اگر تم نے کسی بڑے آدمی ہی کی پیروی کرنی ہے۔ تو آؤ خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کی پیروی کرو۔ اس سے زیادہ اسلام کو سمجھنے والا تمہیں کوئی نہ ملیگا۔ پس تم اس کے فیصلوں پر چلو اور نئی راہیں جو آپ کے فیصلہ کے برخلاف ہیں نہ نکالو دیکھو وہ ایسا شخص تھا۔ جس کا قول ہم سب کے نزدیک مسلم اور قابل تقلید تھا پس تم اس کی راہ اختیار کرو۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب پر [illegible] ہیں۔ جب کہ خلیفہ اول نے اپنی سب سے پہلی تقریر میں یہ فرمایا۔ ۔ ۔ ۔



۔ ۔ ۔ کہ میں وحدت کو قائم رکھنے کیلئے امۃ الحفیظ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اور فرمایا۔ کہ موجودہ حالت میں سوچ لو۔ کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں عورتوں بچوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اور ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس قوم کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی ۔۔

یہ پہلا سبق تھا جو تمہارے خلیفہ اول نے تمہیں دیا۔ سب سے پہلا سبق تو سب سے آسان ہوتا ہے۔ پس تم کم از کم اس پر تو عمل کرو۔ اس پہلے سبق پر عمل کرنے کیلئے تمہیں سب سے پہلا موقعہ پیش آتا ہے۔

پھر میں تمہیں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت میاں صاحب کی نسبت بھی اس وسوسہ کو ہرگز اپنے دلوں میں جگہ نہ دو۔ کہ انہوں نے خلافت کے حاصل کرنے کیلئے کوئی انجمن بنائی تھی۔ اس اشتہار کو پڑھو جس میں انہوں نے انصار اللہ کے متعلق تحریک کی ہے۔ کہ کس غرض سے انہوں نے انصار اللہ کی انجمن قائم کی۔ پھر یہ بھی دیکھو۔ کہ خود خلیفہ اول نے حضرت میاں صاحب کو فرمایا۔ کہ مجھے بھی انصار اللہ میں داخل کر لو۔ پس تم کم از کم اس پاک وجود کا ادب ملحوظ رکھ کر جس نے باوجود امام ہونے کے انصار اللہ میں اپنے تئیں داخل فرمایا انجمن انصار اللہ کے پریذیڈنٹ کی نسبت بدگمانی سے کام نہ لو۔ پھر دیکھو۔ خود خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مجمع احباب قائم کیا۔ جو انجمن انصار اللہ کا نمونہ تھا۔ پس کیا تم اس امام کی نسبت یہ بدظنی کرو گے۔ کہ اس نے بھی خلافت حاصل کرنے

کے لئے ایسا کیا تھا۔ پھر حضرت میاں صاحب نے ایک تقریر میں فرمایا۔ کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیماری کے دنوں میں خدا کے آگے یہ دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میرا وجود جماعت میں فتنہ ڈالنے کا موجب ہو سکتا ہے، تو اے خدا تو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات سے پہلے ہی وفات دیدے۔ پھر میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے اہل بیت کے ممبروں کے ساتھ مشورہ کیا جس مشورہ میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب میرزا بشیر احمد صاحب میرزا شریف احمد صاحب اور میرزا عزیز احمد صاحب تھے۔ اور انہوں نے باہم اس امر پر اتفاق کیا کہ خواہ کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو۔ اس کے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کرنی ہو گی۔ پس اے دوستو! اس نازک وقت میں بدظنی سے کام لیکر ٹھوکر نہ کھاؤ۔ حسن ظنی سے کام لو۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر اڑ نہ جاؤ۔ چونکہ ہمارا سلسلہ ایک الہٰی سلسلہ ہے۔ اور آسمانی باتوں کے ساتھ بھی بہت مذاق رکھتا ہے۔ اس لئے آپکے اس روحانی مذاق کے مطابق میں آپکو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اس دوسری خلافت کے بارہ میں اس کثرت سے لوگوں کو رویا اور الہام ہوئے ہیں۔ کہ ایک سعید روح کے لئے یہی آسمانی شہادتیں اس خلیفہ ثانی کے پہچاننے کے لئے کافی ہیں۔ اور وہ اسطرح بارش کیطرح برسی ہیں۔ کہ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ دوسرا خلیفہ کوئی معمولی انسان نہ ہوگا بلکہ واقع میں یہ ان بشارات کا مصداق ہوگا۔ جو اس کی ولادت کے الہامات میں پائی جاتی ہیں۔ یہ رویا وغیرہ اکثر اس واقعہ سے پہلے کے ہیں۔ اور عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ احمدی جماعت کے فائدہ کے لئے شائع کئے جائیں گے۔ مگر میں آپ سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ ان میں سے چند ایک آپکو سنا دوں۔ شائد ان سے آپ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ ایک شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی نورالدین ایک گھوڑے کا تنگ کس رہے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے اجازت دیں۔ کہ میں تنگ کسوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس گھوڑے پر محمود نے سوار ہوتا ہے۔ اس لئے میں خود ہی تنگ کس رہا ہوں۔ اور مولوی صاحب کو بھی لگایا ہوا ہے۔ ایک شخص نے دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ ایک جگہ جمع ہیں۔ اور حضرت میاں صاحب ان کے آگے ان کی طرف منہ کرکے بیٹھے ہیں۔ اور سب لوگوں نے سجدہ کیا ہے۔ اور اس خواب کے دیکھنے والے نے بھی سجدہ کیا ہے۔ اور پھر دوبارہ سجدہ کیا ہے۔ اور اس نے خیال کیا کہ یہ سجدہ تلاوت نہیں ہے کیونکہ سجدہ تلاوت صرف ایک ہوتا ہے۔ گویا یہ فسجدوا لآدم کا نظارہ تھا۔ ایک اور شخص نے . . . . . . . . . . . . . . . . تین سورج دیکھے۔ اور اس کو بتلایا گیا۔ کہ پہلا سورج حضرت مسیح موعود ہے۔ دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح اور تیسرا محمود۔ +

حافظ روشن علی صاحب کو . . . . . . . . قریباً دو سال ہوئے۔ میاں صاحب دکھلائے گئے۔ اور ان کو بتلایا گیا کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد یہ شخص خلیفہ ہوگا۔ اس عاجز نے خود بہت عرصہ ہوا۔ میاں صاحب کو امام بنکر جماعت کراتے ہوئے اور ان کے پیچھے ایک . . جماعت کو صفیں باندھ کر نماز پڑھتے ہوئے اور میاں صاحب کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتے ہوئے دیکھا۔ ایک اور زمیندار قادیان میں حضرت صاحب کی وفات کے بعد آیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ حضرت صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ احمدی جماعت ایک جگہ کھڑی ہے اور ان کا کوئی امام نہیں ہے۔ اتنے میں زمین کے نیچے سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ یہ آواز میاں محمود کی ہے اور وہ جماعت احمدیہ کا امام ہے۔

یہ خواب عورتوں کو بھی آئے۔ مگر ان سب خوابوں کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ اس لئے میں فی الحال اسی پر بس کرتا ہوں۔ کئی لوگوں نے اپنے اس قسم کے خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ان کو سنائے۔ میں یہاں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ بعض وہ الہامات بھی آپ صاحبان کو سنا دوں۔ جو صاحبزادہ صاحب کی ولادت کی پیشگوئی میں درج ہیں۔ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جسکا نام محمود احمد ہوگا۔ اور کاموں میں اولوالعزم نکلیگا۔ ایک اور اس لئے فرمایا۔ کہ ایک لڑکا حضرت محمود احمد صاحب سے پہلے پیدا ہو کر فوت ہو گیا تھا جس کا نام بشیر تھا۔ پھر ایک خط مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو اس وقت تک محفوظ ہے۔ اور جو حضرت مولوی نورالدین صاحب کے نام ہے۔ حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں "بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپکو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ یخلق ما یشاء وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا"۔ غالباً یہ الہامات کسی اور جگہ بھی ہونگے۔ نیز ایک الہام میاں صاحب کی نسبت یہ ہے۔ کہ فضل عمر کا لفظ بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ محمود خلیفہ ثانی ہوگا۔

دوسرا وچوں شود تمام بکام + پسرش یادگار مے بینیم

اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کا دور اپنے باپ کے دور کے بعد جلدی شروع ہوگا۔ اور . . . . . . آمین کے شروع سے یہ پایا جاتا ہے کہ انہی لوگوں میں سے وہ لڑکا ہوگا جس کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔ "بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی"

بھائی صاحبان! اگر آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ان پیشگوئیوں کا مصداق یقین نہ بھی کریں۔ تب بھی آپ یہ تو خود مانیں گے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق ہو جب آپ ممکن ہونا مانتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خلیفہ ہو بھی گئے۔ اور آپ جماعت کے دلوں کو بھی ان کی طرف مائل دیکھتے ہیں اس قدر رویاء بھی آپ کو سنا چکا۔ پھر آپ اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ خدا تعالیٰ کے الہام میں اس کو اولوالعزم کہا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ حسن و احسان میں وہ تیرا نظیر ہوگا۔ پھر آپ وحدت کی ضرورت کو بھی سمجھتے ہیں۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح بھی ایک خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت فرما گئے۔ پھر آپ کیوں اس اولوالعزم کی نسبت طرح طرح کے گمان کرتے ہو۔ یقیناً یاد رکھو۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ وجود سلسلہ کی تباہی کا موجب ہرگز نہیں ہوگا۔ یہ مسیح موعود کا بیٹا ہے۔ اس کی ولادت کے الہامات آپ سن چکے۔ اور آپ جانتے ہیں۔ کہ تمہارے امام کے الہامات کیسے سچے تھے۔ آؤ بھائیو! سب بڑے چھوٹے، امیر و غریب اہل الرائے و غیر اہل الرائے اس امام کے پیچھے لگ جاؤ۔ عقلی ڈھکوسلوں کے پیچھے نہ جاؤ۔ اور نہ طرح طرح کے شبہوں سے ٹھوکر کھاؤ۔ دلوں سے جوش نکال دو میں جانتا ہوں، تم سب نیکدل انسان ہو۔ خدا کی حکمت سے ایک امتحان میں آ گئے ہو۔ پس اے بھائیو! اس امتحان سے جوانمردوں کی طرح نکل آؤ۔ اپنے خیالات کو وحدت کے لئے سلسلہ کی محبت کیلئے اور میں کہتا ہوں۔ اپنے مسیح موعود کی محبت کے لئے قربان کر دو۔ جوشوں کو ٹھنڈا کر دو۔ اے بھائیو! میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ اپنی رائے یا علم یا اپنے اہل الرائے ہونے پر گھمنڈ بھی نہ کرو۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ حقارت کی نظر سے بھی نہ دیکھو۔ تم الہٰی سلسلہ کی باتوں سے بخوبی واقفیت رکھتے ہو۔ آؤ اپنی سب باتوں کو آج قربان کر دو۔ وحدت کا یقیناً یہی راستہ ہے۔ کہ تم ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ اور ایک دوسرے کی بیعت کے منتظر نہ رہو۔ کیونکہ ہر ایک کا بوجھ اس کی گردن پر ہے۔ اس وقت جو بیعت کریگا۔ وہ تفرقہ کو کم کرنے اور وحدت بڑھانے کا ثواب پائیگا۔ جن کی وجہ سے لوگ رکے ہیں وہ اپنے اوپر کیوں اتنا بوجھ لیتے ہیں۔ اشتہار شائع کر دیں۔ کہ جس نے بیعت کرنی ہے خوشی سے کرے۔

اگر کسی دل میں کچھ شکوک ہیں۔ تو وہ ایسے دل والا بھائی استغفار اور دعاؤں سے کام لے۔ دل کا غبار جلد دھل جائیگا۔ اہل الرائے کے نقطہ پر زور نہ دو۔ کیا عجب ہے۔ کہ خدا یہی دکھانا چاہتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ الہٰی سلسلہ ہے۔ وہ ایسے نوجوان کے ہاتھ سے بھی ترقی کر سکتا ہے جس کا انتخاب اہل الرائے کے نزدیک درست نہ سمجھا گیا۔ مجھے یہاں ایک صاحب مبارک علی بی اے بی ٹی کا رویا یاد آیا۔ جو اس نے چند دن ہوئے دیکھا۔ اور وہ رویا یہ ہے۔ کہ اگر ارسطو حکیم نے سکندر کو پڑھایا تھا تو نورالدین حکیم نے محمود کو پڑھایا۔ اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسکندر تو جو